مسائل قربانی
www.KitaboSunnat.com
پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی
دار النور اسلام آباد

مسائلِ قربانی

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دار النور۔ اسلام آباد

اشاعت ———— 2010ء

قیمت ———— -/90 روپے

اہتمام ———— قدوسیہ اسلامک پریس

پاکستان میں ملنے کے پتے

دار النور
اسلام آباد
Mobile: 0333-5139853 , 0321-5336844
V-Phone: 051 - 2575158

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Tel # +92-42-37351124 , +92-42-37230585
E-mail: info@quddusia.com
www.QUDDUSIA.com

سعودی عرب میں ملنے کے پتے

مکتبہ بیت السلام
الریاض 11474 سعودی عرب
Phone: 4381122-438115 Fax: 438599
Mobiles: 0505440147-0542666646
0532666640

دار الفرقان
الریاض سعودی عرب
Phone & Fax: 4354686
Mobiles: 0507419921-0508176378
0553093117

متحدہ عرب امارات میں ملنے کا پتہ

دار السلام، شارجہ
Phone: 00971 6 5632623

فہرست مضامین

پیش لفظ

(۱)

قربانی کی اہمیت

(۲)

قربانی کرنے والا ہلال ذوالحجہ کے بعد بالوں اور ناخنوں کو نہ چھیڑے

(۳)

حج کرنے والے اور مسافر کا قربانی کرنا

(۴)

میت کو قربانی میں شریک کرنا

(۵)

میت کی طرف سے مستقل قربانی کرنا

(٦)

قربانی کے جانور کی عمر

(۷)

خصی اور غیر خصی جانور کی قربانی

(۸)

قربانی کے دن

(۹)

رات کے وقت قربانی کرنا

رات کو ذبح کرنے کی ممانعت کے متعلق دو دلیلیں:

دونوں دلیلوں پر تعلیق:

(۱۰)

قربانی کا نمازِ عید کے بعد کرنا

۱۔نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنے کی ممانعت:

۲۔نمازِ عید سے پہلے ذبح کیے ہوئے جانور کا قربانی نہ ہونا:

۳۔نمازِ عید سے پہلے ذبح کرنے والے کو دوبارہ قربانی کا جانور ذبح کرنے کا حکم:

(۱۱)

قربانی کا جانور کون ذبح کرے؟

(۱۲)

سب اہل خانہ کی طرف سے ایک بکری کا کافی ہونا

بعض دلائل:

(۱۳)

اونٹ اور گائے کی قربانی میں ایک سے زیادہ افراد کی شرکت

(۱۴)

قربانی کو احسن طریقے سے ذبح کرنا

(۱۵)

[بسم اللہ واللہ اکبر] پڑھ کر ذبح کرنا

(۱۶)

ذبح کے وقت جس کی طرف سے قربانی کی جائے اس کا ذکر کرنا

(۱۷)

اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ

(۱۸)

قربانی کے لیے ذبح شدہ جانور کے پیٹ کا بچہ

(۱۹)

قربانی کے گوشت کی تقسیم

(۲۰)

قربانی کے گوشت کا ذخیرہ کرنا

(۲۱)

قصاب کو قربانی میں سے بطور اجرت کچھ دینے کی ممانعت

(۲۳)

جن جانوروں کی قربانی درست نہیں

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل واعمال

❀❀❀❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّآتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ ❶

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾ ❷

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا. يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾ ❸

اما بعد!

قربانی خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

❶ سورة آل عمران/ الآية ۱۰۲.

❷ سورة النساء/الآية الأولى.

❸ سورة الأحزاب/ الآيتان ۷۰ـ۷۱.

بھی اس سنت ابراہیمی علیہ السلام کا اہتمام فرماتے اور امت کو بھی اس کا اہتمام کرنے کی تاکید فرماتے تھے۔

اسی سنتِ ابراہیمی علیہ السلام کی اہمیت اور اس کے متعلقہ مسائل کو کتاب وسنت کی روشنی میں سمجھنے سمجھانے کی غرض سے اس کتاب کو توفیقِ الٰہی سے ترتیب دیا جارہا ہے۔ کتاب کے آخر میں ماہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کے فضائل و اعمال بھی بیان کرنے کی رب العزت کے فضل وکرم سے کوشش کی گئی ہے۔

کتاب کی تیاری میں پیش نظر باتیں:

توفیقِ الٰہی سے کتاب کی تیاری کے دوران درج ذیل امور کا اہتمام کرنے کی کوشش کی گئی ہے:

۱: اس موضوع کی بنیاد اور اساس کتاب وسنت ہے۔

۲: احادیث شریفہ کو غالباً ان کے اصلی مراجع سے نقل کیا گیا ہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث سے نقل کردہ احادیث کے متعلق علمائے امت کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کے ثبوت پر اجماعِ امت کی بنا پر ان کے بارے میں علمائے امت کے اقوال درج نہیں کیے گئے۔ [1]

۳: آیات کریمہ اور احادیث شریفہ سے استشہاد اور استدلال کے وقت تفاسیر اور شروح سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۴: متقدمین اور متاخرین علمائے امت کی اس بارے میں تحریروں سے راہنمائی حاصل کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ جزاهم الله تعالیٰ جميعاً خير الجزاء.

---

[1] ملاحظہ ہو: مقدمة النووي شرح صحيح مسلم ص ١٤؛ ونزهة النظر في توضيح نخبة الفكر ص ٧٩.

۵: اختلافی مسائل میں کتاب وسنت کے موافق قول کو ترجیح دینے کی کوشش کی گئی ہے۔
۶: کتاب کے آخر میں مراجع کے متعلق تفصیلی معلومات درج کی گئی ہیں، تاکہ تفصیلی معلومات کے حصول کے خواہش مند حضرات کو ان تک رسائی میں دقت نہ ہو۔

کتاب کا خاکہ:

مولائے کریم کی توفیق سے کتاب کی تقسیم ورج ذیل انداز میں کی گئی ہے:

پیش لفظ:

قربانی کے متعلق بائیس مسائل:

(ہر ایک مسئلہ مستقل نمبر اور عنوان کے ضمن میں نقل کیا گیا ہے)

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل واعمال:

ا: عشرہ ذوالحجہ کے فضائل

ب: عشرہ ذوالحجہ کے اعمال

ج: عشرہ ذوالحجہ میں اعمالِ حج

خاتمہ

خلاصہ کتاب

مسلمانانِ عالم سے اپیل

شکر ودعا:

بندہ پر تقصیر اپنے رب رحیم وکریم کے لیے سراپا تشکر ہے، کہ ان کی کرم نوازی سے اس موضوع کے متعلق کام کا آغاز ہوا، اور اب ان ہی سے عاجزانہ التماس ہے، کہ وہ اپنی عنایت سے دولت اخلاص سے مالا مال فرمائیں اور اس معمولی کوشش کو شرفِ قبولیت میں نصیب فرمادیں۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ .

اپنے عزیزان القدر بیٹوں حافظ حماد الٰہی، حافظ سجاد الٰہی، حافظ عباد الٰہی اور عزیزات القدر بیٹیوں کے لیے دعا گو ہوں، کہ انہوں نے کتاب کی تیاری اور مراجعت میں تعاون کیا۔ اپنی اہلیہ اور اولاد کے لیے دعا گو ہوں، کہ انہوں نے میری مصروفیات کا خیال رکھا اور مقدور بھر میری خدمت کی۔ جزاهم الله تعالیٰ خير الجزاء في الدارين.

رب حی و قیوم اس کتاب کو میرے اور سب قارئین کرام کے لیے ذریعہ نجات بنائے اور میرے گرامی قدر والدین رحمہما اللہ کے لیے صدقہ جاریہ بنائیں، کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور پھر انہی کی توجہ اور مخلصانہ تربیت سے بندہ ناکارہ کچھ پڑھنے لکھنے کے قابل ہوا۔ آمین یا ذالجلال والإكرام.

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَأَتْبَاعِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

فضل الٰہی

(۱)

قربانی کی اہمیت

ا: قربانی کا سنت ابراہیمی ہونا:

قربانی خلیل الرحمن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ وہ بڑھاپے میں ملنے والے اکلوتے لخت جگر اور نورِ چشم کو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ذبح کرنے کے لیے تیار ہوئے اور سعادت مند بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی ذبح ہونے کے لیے تیار ہوئے۔ اللہ رؤوف ورحیم کو باپ بیٹے کی یہ بے مثال اطاعت اور تابع داری پسند آئی اور انہوں نے بیٹے کے عوض اپنی طرف سے مینڈھا ارسال فرما دیا، جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح فرمایا۔ اللہ مالک الملک نے ان کی اس سنت کو ان کے بعد آنے والے لوگوں میں ہمیشہ کے لیے جاری فرما دیا۔ اس واقعہ کا ذکر اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں بایں الفاظ فرمایا ہے:

﴿وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ. رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ. فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ. فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرَى قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ. فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ. وَنَادَيْنَاهُ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ. قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ. إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ. وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ﴾ [1]

---

[1] سورة الصّٰفّٰت / الآيات ۹۹۔۱۰۸۔
ان آیات کی تفسیر اور ان سے حاصل شدہ دروس کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا قصہ: تفسیر و دروس''۔

''اور [ابراہیم علیہ السلام نے] کہا ''میں تو [ہجرت کر کے] اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں، وہ ضرور میری رہنمائی کریں گے۔''اے میرے رب! مجھے نیک بخت اولاد عطا فرمایئے۔'' تو ہم نے اسے ایک بردبار بچے کی بشارت دی۔ جب وہ [بچہ] اس کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا، تو اس [ابراہیم علیہ السلام] نے کہا: ''اے میرے چھوٹے سے بیٹے! میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اب تو بتا کہ تیری رائے کیا ہے؟''اس نے جواب دیا: ''اے میرے باپ! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے، اس کو بجالایئے۔ان شاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔'' جب وہ دونوں مطیع ہوگئے [یعنی حکمِ الٰہی کی تعمیل کے لیے مستعد ہوگئے] اور باپ نے بیٹے کو پیشانی کی ایک جانب گرایا، تو ہم نے اسے آواز دی: ''اے ابراہیم! یقیناً تو نے اپنے خواب کو سچا کر دکھایا۔ بے شک ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔'' درحقیقت یہ بہت بڑی آزمائش تھی اور ہم نے اس [اسماعیل علیہ السلام] کے بدلے میں بہت بڑی قربانی دے دی۔اور تمام آنے والے لوگوں میں اسی [عظیم واقعہ] کا ذکر قائم کر دیا۔''

ب: اہمیتِ قربانی کے متعلق بعض دیگر دلائل:

قربانی کی اس سنتِ ابراہیم علیہ السلام کی اہمیت پر قرآن وسنت کی متعدد نصوص اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات دلالت کرتے ہیں۔مولائے کریم کی توفیق سے ان میں سے چند ایک ذیل میں پیش کیے جارہے ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قربانی کرنے کا حکم دیا۔ارشاد فرمایا:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [1]

---

[1] سورۃ الکوثر / الآیۃ ۲.

[پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے]۔

حافظ ابن جوزی نے اللہ تعالیٰ کے فرمان [وَانْحَرْ] کی تفسیر میں پانچ اقوال نقل کیے ہیں اور ان میں سے پہلا قول یہ ہے، کہ: ''قربانی کے دن جانور ذبح کرو۔'' یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، امام عطاء، امام مجاہد اور جمہور علمائے امت کا ہے۔ ❶

امام بغوی آیت کریمہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''نماز عید الاضحیٰ ادا کرو اور اونٹوں کی قربانی دو۔'' ❷

۲: سورۃ الانعام میں ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ❸

[کہہ دیجیے یقیناً میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے]۔

حافظ ابن کثیر اس آیت کریمہ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے، کہ وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے اور ان کے نام کی قربانی دینے والے مشرکوں کو بتلا دیں، کہ ان کا طریقہ ان مشرکوں سے مختلف ہے، ان کی نماز اور قربانی صرف اللہ وحدہ لا شریک لہ کے نام کی ہے اور یہ آیت اللہ تعالیٰ کے فرمان [فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ] ہی کی مانند ہے۔'' ❹

حافظ ابن جوزی نے ذکر کیا ہے، کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، سعید بن جبیر،

---

❶ ملاحظہ ہو: زاد المسیر ۹/ ۲۴۹.

❷ شرح السنة ٤/ ٣٢٦.

❸ سورة الانعام / الآية ١٦٢.

❹ تفسير ابن كثير ٢/ ٢٢٢.

مجاہد اور ابن قتیبہ نے کہا ہے، کہ [نُسُكِي] سے مراد قربانیاں ہیں۔ ❶

مذکورہ بالا دونوں آیات میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کا ذکر نماز کے ساتھ فرمایا ہے اور یہ بات بلاشک وشبہ قربانی کی اہمیت کو واضح کرتی ہے۔

۳: رسول کریم ﷺ نے عید الاضحیٰ کے موقع پر نماز عید کے بعد قربانی کرنے کو اپنی سنت قرار دیا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرات براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعَ فَنَنْحَرُ. مَنْ فَعَلَهُ، فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا." ❷

"بے شک اس دن ہم پہلا کام یہ کرتے ہیں، کہ نماز [عید] ادا کرتے ہیں، پھر واپس آتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں۔ جس شخص نے ایسے کیا، اس نے ہماری سنت کو پالیا۔"

۴: ایک اور حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے نماز عید کے بعد قربانی کرنے کو [سُنَّةُ الْمُسْلِمِيْن] "اہل اسلام کی سنت" سے تعبیر فرمایا ہے۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا، کہ: "نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا ذَبَحَ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُهُ، وَأَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ." ❸

---

❶ ملاحظہ ہو: زاد المسير ۳/ ۱٦۱.

❷ متفق عليه: صحيح بخاري، كتاب الأضاحي، باب سنة الأضحية، جزء من رقم الحديث ٥٥٤٥، ۱۰/ ۳؛ وصحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب وقتها، جزء من رقم الحديث ۷۔(۱۹٦۱)، ۳/ ۱٥٥۳. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

❸ صحيح بخاري، كتاب الأضاحي، باب سنة الأضحية، رقم الحديث ٥٥٤٦، ۱۰/ ۳. نیز ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب وقتها، رقم الحديث ٤۔(۱۹٦۱)، ۳/ ۱٥٥۲.

''جس نے نماز [عید] سے پہلے [جانور] ذبح کیا، تو اس نے اپنے لیے ذبح کیا ہے اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا، اس کی قربانی مکمل ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کی سنت کو پالیا۔''

۵: رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی سنت ابراہیمی علیہ السلام پر مداومت اور ہمیشگی فرمائی۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ، وَأَنَا أُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ.''[1]

''نبی کریم ﷺ دو مینڈھے ذبح کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھے ذبح کرتا ہوں۔''

حافظ ابن حجر نے تحریر کیا ہے، کہ: ''اس روایت سے [آنحضرت ﷺ کے] ہمیشہ قربانی کرنے کا پتہ چلتا ہے۔''[2]

۶: قربانی کے متعلق رسول کریم ﷺ کا شدید اہتمام اس بات سے بھی واضح ہوتا ہے، کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے حج کی قربانی کے سو اونٹ ذبح کرنے کے علاوہ عید الاضحیٰ کی قربانی بھی کی۔ اپنی طرف سے ایک بکری اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی طرف سے ایک گائے ذبح فرمائی۔[3]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأَضَاحِيُّ، باب أضحية النبي ﷺ بكبشين أقرنين، رقم الحديث ۵۵۵۳، ۹/۱۰.

[2] فتح الباري ۱۰/۱۰. ایک حدیث میں ہے، کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ میں دس سالہ مدتِ قیام کے دوران قربانی کرتے رہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع ترمذي، أبواب الأضاحي، باب، رقم الحديث ۱۵۴۳، ۷۹/۵ ...... ۸۰)، لیکن یہ حدیث ضعیف ہے۔ (ملاحظہ ہو: ضعيف سنن الترمذي ص ۱۷۸)، اسی لیے متن میں درج نہیں کی گئی۔

[3] اس بات کی تفصیل کتاب ہذا کے ص ۵۴ میں ملاحظہ کیجیے۔

۷: رسول اللہ ﷺ نے امت کو بھی تاکید فرمائی، کہ ان کا ہر گھرانہ ہر سال قربانی دے۔ حضرات ائمہ احمد، ابوداود، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرتِ مِخْنَف بن سُلیم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ: ''جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عرفات میں تھے، تو آپ نے فرمایا:

''یَا أَیُّهَا النَّاسُ! إِنَّ عَلٰی أَهْلِ كُلِّ بَیْتٍ فِیْ كُلِّ عَامٍ أُضْحِیَّةً.''❶

''اے لوگو! ہر سال ہر گھر والوں پر قربانی ہے۔''

۸: استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے لوگوں پر نبی امت ﷺ نے شدید ناراضی کا اظہار فرمایا۔ حضرات ائمہ احمد، ابن ماجہ، دار قطنی اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ یُضَحِّ، فَلَا یَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا.''❷

---

❶ المسند ٤/ ٢١٥ (ط: المكتب الإسلامي)؛ وسنن أبي داود، كتاب الضحايا، باب ما جاء في إيجاب الأضاحي، جزء من رقم الحديث ٢٧٨٥، ٧/ ٣٤٠؛ وجامع الترمذي، أبواب الأضاحي، باب، جزء من رقم الحديث ١٥٥٥، ٥/ ٩١-٩٢؛ وسنن النسائي، كتاب الفرع والعتيرة، ٧/ ١٦٧-١٦٨؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الاضاحي، الأضاحي أواجبة هي أم لا؟، جزء من رقم الحديث ٣١٦٣، ٢/ ٢٠٤. الفاظ حدیث سنن ابی داود کے ہیں۔
حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو [قوی] اور شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو: فتح الباري ١٠/ ٤؛ وصحيح سنن الترمذي ٢/ ٩٣؛ وصحيح سنن النسائي ٣/ ٨٨٦؛ وصحيح سنن ابن ماجه ٢/ ٢٠٠).

❷ المسند ٢/ ٣٢١ (ط: المكتب الاسلامى)؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأضاحي، الأضاحي أواجبة هي أم لا؟، رقم الحديث ٣١٦٠، ٢/ ٢٠٣؛ وسنن الدار قطني، باب الصيد والذبائح والأطعمة وغير ذلك، رقم الحديث ٣٥، ٤/ ٢٧٧، والمستدرك، كتاب الأضاحي، ٤/ ٢٣٢. الفاظ حدیث ابن ماجہ کے ہیں۔
امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك ٤/ ٢٣١؛ والتلخيص ٤/ ٢٣٢؛ وصحيح سنن ابن ماجه ٢/ ١٩٩).

''جو آسودہ حال ہونے کے باوجود قربانی نہ کرے، وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔''

۹: حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم قربانی کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ امام بخاری نے حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے کہا، کہ:

''كُنَّا نُسَمِّنُ الْأُضْحِيَةَ بِالْمَدِيْنَةِ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ يُسَمِّنُوْنَ.''❶

''ہم مدینہ (طیبہ) میں قربانی کے جانوروں کی پرورش کر کے فربہ کرتے تھے اور [دیگر] مسلمان بھی اسی طرح انہیں پال کر موٹا کرتے تھے۔''

۱۰: قربانی کے متعلق حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اہتمام اس بات سے بھی واضح ہوتا ہے، کہ انہوں نے حالتِ سفر میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں قربانی کی۔❷

(۲)

قربانی کرنے والا ہلال ذوالحجہ کے بعد بالوں اور ناخنوں کو نہ چھیڑے

جس شخص نے قربانی کا ارادہ کیا ہو، وہ ذوالحجہ کے چاند کے بعد اپنے بالوں اور ناخنوں سے باز رہے۔ ذیل میں توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں چھ باتیں پیش کی جارہی ہیں:

۱: اس کی دلیل وہ حدیث ہے، جس کو امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، باب أضحية النبي ﷺ بكبشين أقرنين، ويذكر سمينين، ۹/۱۰.

❷ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: کتاب ہذا کا ص ۳۵۔

روایت کیا ہے، کہ یقیناً نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِذَا رَأَيْتُمْ هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ وَأَرَادَ أَحَدُكُمْ أَنْ يُضَحِّيَ، فَلْيُمْسِكْ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ." [1]

"جب تم ذوالحجہ کا چاند دیکھ لو اور تمہارا قربانی کرنے کا ارادہ ہو، تو اپنے بالوں اور ناخنوں [کو کاٹنے اور تراشنے] سے بچو۔"

۲: ناخنوں سے بچنے سے مراد یہ ہے، کہ وہ نہ ناخنوں کو قلم کرے اور نہ ہی توڑے۔ بالوں سے بچنے کا معنی یہ ہے، کہ وہ بال مونڈے، نہ ہلکے کرے، نہ نوچے اور نہ ہی جلا کر انہیں ختم کرے۔ بال جسم کے کسی بھی حصے، سر، مونچھوں، بغلوں، زیر ناف یا کسی اور عضو کے ہوں، انہیں چھیڑنا نہیں۔ [2]

۳: حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اسی بات کی لوگوں کو تلقین فرماتے۔ امام ابن حزم نے ابن ابی کثیر سے روایت کی ہے:

"أَنَّ يَحْيَى بْنَ يَعْمَرَ كَانَ يُفْتِي بِخُرَاسَان أَنَّ الرَّجُلَ إِذَا اشْتَرَى أُضْحِيَةً، وَدَخَلَ الْعَشْرُ أَنْ يَكُفَّ عَنْ شَعْرِهِ وَأَظْفَارِهِ حَتَّى يُضَحِّيَ.

قَالَ سَعِيدٌ: قَالَ قَتَادَةُ: "فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، فَقَالَ: "نَعَمْ".

فَقُلْتُ: "عَمَّنْ يَا أَبَا مُحَمَّدٍ؟"

قَالَ: "عَنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ." [3]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة، وهو مريد التضحية، أن يأخذ من شعره وأظفاره شيئًا، رقم الحديث ٤١ـ(١٩٧٧)، ١٥٦٥/٣.

[2] ملاحظہ ہو: شرح النووي ١٣/١٣٨ـ١٣٩.

[3] المحلّى، مسألة ٩٧٦، ٢٨/٨.

''خراسان میں یحییٰ بن یعمر فتویٰ دیا کرتے تھے کہ: ''جو شخص قربانی کا جانور خرید لے اور ذوالحجہ کا عشرہ داخل ہو جائے، تو پھر وہ قربانی کرنے تک اپنے بالوں اور ناخنوں سے باز رہے۔''

سعید نے قتادہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے یہ بات سعید بن مسیّب کو بتلائی، تو انہوں نے فرمایا: ''ہاں'' [مسئلہ ایسے ہی ہے]۔

میں [قتادہ] نے کہا: ''ابومحمد! انہوں نے یہ فتویٰ کس سے لیا؟''

انہوں نے جواب میں فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے۔''

۴: امام ابن حزم نے سلیمان تیمی سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''كَانَ ابْنُ سِيرِينَ يَكْرَهُ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ أَنْ يَأْخُذَ الرَّجُلُ مِنْ شَعْرِهِ، حَتَّى يَكْرَهَ أَنْ يَحْلِقَ الصِّبْيَانُ فِي الْعَشْرِ.''[1]

''ابن سیرین نے اس بات کو مکروہ قرار دیا، کہ کوئی شخص عشرہ ذوالحجہ شروع ہونے کے بعد اپنے بالوں کو لے [مونڈے یا تراشے]، بلکہ انہوں نے، تو اس عشرہ کے دوران بچوں کے سر کو منڈانا بھی ناپسند کیا۔''

۵: حضرت سعید بن مسیّب بھی عشرہ ذوالحجہ داخل ہونے کے بعد زیر ناف بالوں کے مونڈنے کو مکروہ قرار دیتے اور اس سے منع فرماتے۔ امام مسلم نے عمرو بن مسلم لیثی سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

''كُنَّا فِي الْحَمَّامِ قُبَيْلَ الْأَضْحَى، فَأَطْلَى فِيهِ نَاسٌ، فَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْحَمَّامِ: ''إِنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَكْرَهُ هٰذَا، أَوْ يَنْهَى عَنْهُ.''

---

[1] المحلّی، مسألة ۹۷۶، ۸/۲۹۔

فَلَقِيتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيِّبِ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "يَا ابْنَ أَخِي! هٰذَا حَدِيثٌ قَدْ نُسِيَ، وَتُرِكَ، حَدَّثَتْنِي أُمُّ سَلَمَةَ رضي الله عنها، زَوْجُ النَّبِيِّ ﷺ." ❶

''ہم عید الاضحیٰ سے پہلے ایک حمام میں تھے، تو کچھ لوگوں نے زیرِ ناف بال مونڈے۔ حمام والوں میں سے بعض لوگوں نے کہا: ''سعید بن مسیّب اس کو ناپسند کرتے ہیں یا اس سے منع کرتے ہیں۔''

میری سعید بن میسّب سے ملاقات ہوئی، تو میں نے اس [واقعہ] کا ان سے ذکر کیا، تو فرمانے لگے: ''اے بھتیجے! اس حدیث کو بھلایا جاچکا ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا چھوڑ دیا گیا ہے۔ یہ حدیث نبی کریم ﷺ کی زوجہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کی۔''

۶: اگر قربانی کا ارادہ کرنے والا ان دس دنوں میں اپنے بالوں یا ناخنوں کو کاٹ لے، تو اس پر کوئی فدیہ نہیں، البتہ عمداً کاٹنے کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے، کیونکہ اس نے نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کرکے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ امام ابن قدامہ نے تحریر کیا ہے، کہ: ''اگر وہ ایسا کرے [بال یا ناخن تراش لے]، تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اس پر کوئی فدیہ نہیں، خواہ اس نے عمداً کیا ہو یا بھول کر۔'' ❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة وهو مريد التضحية، أن يأخذ من شعره أو أظفاره شيئًا، جزء من رقم الرواية (۱۹۷۷)، ۱۵۶۶/۳.

❷ المغني ۳۶۲/۱۳.

(۳)

حج کرنے والے اور مسافر کا قربانی کرنا

سنت مطہرہ سے حج کرنے والے اور مسافر کا قربانی کرنا ثابت ہے۔ توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں ذیل میں تین احادیث پیش کی جارہی ہیں:

۱: امام مسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"ذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ضَحِيَّتَهُ، ثُمَّ قَالَ: "يَا ثَوْبَانُ! أَصْلِحْ لَحْمَ هٰذِهِ".

فَلَمْ أَزَلْ أُطْعِمُهُ مِنْهَا، حَتّٰى قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ". [1]

"رسول اللہ ﷺ نے اپنی قربانی کا جانور ذبح فرمایا۔ پھر فرمایا: اے ثوبان! اس کا گوشت بنا دو۔" میں آپ کے مدینہ تشریف لانے تک اس [گوشت] سے آپ کو کھلاتا رہا۔"

صحیح مسلم میں ہی ایک دوسری روایت میں ہے:

"قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ: "أَصْلِحْ هٰذَا اللَّحْمَ." [2]

"رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر مجھے فرمایا: "اس گوشت کو بناؤ۔"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے، کہ نبی کریم ﷺ کی سنت سے مسافر کے

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث......، رقم الحديث ٣٥ ـ (١٩٧٥)، ١٥٦٣/٣.

[2] المراجع السابق، جزء من رقم الحديث ٣٦ ـ (١٩٧٥)، ١٥٦٣/٣.

لیے قربانی کرنا ثابت ہے۔ امام ابوداؤد نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

[بَابٌ فِي الْمُسَافِرِ يُضَحِّي] [1]

[مسافر کے قربانی کرنے کے متعلق باب]

امام نووی اس حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں: اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ جس طرح مقیم کے لیے قربانی کرنا مشروع ہے، اسی طرح مسافر کے لیے مشروع ہے۔ [2]

علاوہ ازیں اس حدیث شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے، کہ حاجی کے لیے عید الاضحیٰ کی قربانی دینا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

۲: امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"فَلَمَّا كُنَّا بِمِنًى أُتِيتُ بِلَحْمِ بَقَرٍ، فَقُلْتُ: "مَا هٰذَا"؟ قَالُوْا: "ضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَزْوَاجِهِ بِالْبَقَرِ." [3]

"پس ہم جب منیٰ میں تھے، تو میرے پاس گائے کا گوشت لایا گیا، تو میں نے دریافت کیا: "یہ کیسا [گوشت] ہے؟"

انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی ہے۔"

امام بخاری نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے:

[بَابُ الْأُضْحِيَّةِ لِلْمُسَافِرِ وَالنِّسَاءِ] [4]

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الضحايا، ۹/۸.

[2] ملاحظہ ہو: شرح النووي ۱۳۴/۱۳.

[3] صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، جزء من رقم الحديث ۵۵۴۸، ۵/۱۰.

[4] المراجع السابق ۵/۱۰.

[مسافر اور عورت کے لیے قربانی کے متعلق باب]

حافظ ابن حجر تحریر کرتے ہیں، کہ اس حدیث سے یہ بات واضح ہو رہی ہے، کہ آنحضرت ﷺ کا گائے کو ذبح کرنا عید الاضحیٰ کی قربانی کے لیے تھا۔ ❶

۳: امام ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

"كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَ الْأَضْحٰى، فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةٌ، وَفِي الْبَعِيْرِ عَشَرَةٌ." ❷

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، تو عید الاضحیٰ آ گئی، تو ہم سات آدمی گائے کی قربانی میں، اور دس آدمی اونٹ کی قربانی میں شریک ہوئے۔"

اس حدیث شریف سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے، کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے رسول کریم ﷺ کی معیت میں سفر میں قربانی کی۔

(۴)

میت کو قربانی میں شریک کرنا

اس بارے میں توفیقِ الٰہی سے دو باتیں پیش کی جا رہی ہیں:

ا: میت کو قربانی میں شریک کرنا درست ہے۔ اس پر دلالت کرنے والی احادیث شریفہ میں سے دو درج ذیل ہیں:

ا: امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ

---

❶ ملاحظہ ہو: فتح الباری ۱۰/۵۔

❷ جامع الترمذي، أبواب الأضاحي، باب في الاشتراك في الأضحية، رقم الحديث ۱۵۳۷، ۷۲/۵۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذی ۲/۸۹)۔

فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ لِيُضَحِّيَ بِهِ، فَقَالَ لَهَا: "يَا عَائِشَةُ! هَلُمِّي الْمُدْيَةَ".

ثُمَّ قَالَ: "اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ".

فَفَعَلَتْ، ثُمَّ أَخَذَهَا، وَأَخَذَ الْكَبْشَ، فَأَضْجَعَهُ، ثُمَّ ذَبَحَهُ، ثُمَّ قَالَ:

"بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ"، ثُمَّ ضَحّٰى بِهِ." ❶

''یقیناً رسول اللہ ﷺ نے سینگوں والا ایک مینڈھا لانے کا حکم دیا، جس کے ہاتھ، پاؤں، پیٹ اور آنکھیں سیاہ ہوں۔ چنانچہ وہ آپ کے پاس لایا گیا، تاکہ آپ اس کی قربانی کریں۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اے عائشہ رضی اللہ عنہا! ''چھری لاؤ۔''

پھر آپ نے فرمایا: اس کو پتھر پر تیز کرو۔''

انہوں [حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا] نے حکم کی تعمیل کی، پھر آپ نے چھری کو تھاما، اور مینڈھے کو ذبح کرنے کے لیے لٹا دیا۔ پھر آپ نے فرمایا:

[جس کا ترجمہ یہ ہے] اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ! اے اللہ! محمد، آل محمد، اور امت محمد - ﷺ - کی طرف سے قبول فرمائیے۔''

پھر آپ ﷺ نے جانور کو ذبح فرمایا۔''

آنحضرت ﷺ نے یہ قربانی مدینہ طیبہ میں کی اور اس سے پیشتر آپ کی آل اور امت میں سے بہت سے لوگ فوت ہو چکے تھے، آپ ﷺ نے ان سب کو اس

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب استحباب الضحيّة، وذبحها مباشرة بلا توكيل، والتسمية والتكبير، رقم الحديث ١٩ ـ(١٩٦٧)، ١٥٥٧/٣.

قربانی میں شامل فرمایا۔

۲: امام ابویعلی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ عَظِيْمَيْنِ مَوْجُوْءَيْنِ، فَأَضْجَعَ أَحَدَهُمَا، وَقَالَ:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ عَنْ مُحَمَّدٍ ـ ﷺ ـ وَأُمَّتِهِ مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيْدِ، وَشَهِدَ لِي بِالْبَلَاغِ."" [1]

"یقیناً رسول اللہ ﷺ کے پاس دو سینگوں والے، چت کبرے، بڑے بڑے خصی مینڈھے لائے گئے۔ آپ نے ان دونوں میں سے ایک کو پچھاڑا اور فرمایا: [جس کا ترجمہ یہ ہے]

"اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔ محمد ـ ﷺ ـ کی طرف سے اور ان کی امت میں اس شخص کی طرف سے، جس نے آپ کی توحید کی گواہی دی اور میرے [پیغامِ الٰہی کو] پہنچانے کی شہادت دی۔""

اس حدیث شریف سے بھی یہ بات واضح ہوتی ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اس قربانی میں امت کے ان سب افراد کو شامل فرمایا، جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور آپ کے پیغامِ حق پہنچانے کی شہادت دے چکے تھے اور ایسے لوگوں میں سے بہت سے حضرات قربانی دینے کے وقت سے پہلے وفات پا چکے تھے۔

ب: جس قربانی میں میت کو زندہ لوگوں کے ساتھ شریک کیا جائے، اس کا گوشت قربانی کرنے والے خود بھی کھائیں، مسکینوں کو بھی کھلائیں۔ امام بزار نے

---

[1] منقول از مجمع الزوائد، كتاب الأضاحي، باب أضحية رسول الله ﷺ، ٤/ ٢٢. حافظ ہیثمی نے تحریر کیا ہے: "اسے ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند [حسن] ہے۔" (المرجع السابق ٤/ ٢٢)، شیخ البانی نے بھی اس کی سند کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: إرواء الغليل ٤/ ٢٥١).

حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ضَحَّى اِشْتَرَى كَبْشَيْنِ سَمِيْنَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَإِذَا صَلّٰى وَخَطَبَ أُتِيَ بِأَحَدِهِمَا، وَهُوَ فِي مُصَلَّاه، فَذَبَحَه، ثُمَّ قَالَ:

"اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ أُمَّتِي جَمِيْعًا مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيْدِ، وَشَهِدَلِيْ بِالْبَلَاغِ."

ثُمَّ يُؤْتَى بِالْآخَرِ، فَيَذْبَحُهُ، ثُمَّ قَالَ:

"اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ ﷺ."

فَيُطْعِمُهُمَا جَمِيْعًا الْمَسَاكِيْنَ، وَيَأْكُلُ هُوَ وَأَهْلُهُ مِنْهُمَا." [1]

"جب رسول اللہ ﷺ قربانی (کا ارادہ) فرماتے، تو دو فربہ سینگوں والے، چت کبرے مینڈھے خریدتے۔ جب آپ ﷺ نماز اور خطبہ سے فارغ ہو جاتے، تو عیدگاہ ہی میں ان دونوں میں سے ایک مینڈھے کو لایا جاتا۔ آپ ﷺ اسے ذبح کرتے اور (ذبح کرتے وقت) کہتے:

"اے اللہ! یہ میری امت کے ان سب لوگوں کی طرف سے ہے، جنہوں نے آپ کی توحید کی گواہی دی اور میرے پیغام (الٰہی) پہنچانے کی شہادت دی۔"

پھر دوسرے کو لایا جاتا، اور آپ ﷺ اسے ذبح کرتے اور (ذبح کرتے وقت) کہتے:

"اے اللہ! یہ محمد اور آل محمد ﷺ کی طرف سے ہے۔"

---

[1] منقول از: مجمع الزوائد، كتاب الأضاحي، باب أضحية رسول الله ﷺ، ٤/ ٢١-٢٢.
حافظ ہیثمی تحریر کرتے ہیں: "اسے بزار نے روایت کیا ہے، احمد اور طبرانی نے بھی قریباً اسی طرح اسے روایت کیا ہے اور احمد اور بزار کی سند [حسن] ہے۔" (المرجع السابق ٤/ ٢٢).

اور آپ ان دونوں مینڈھوں (کے گوشت) کے مسکینوں کو کھلاتے، خود بھی اس سے تناول فرماتے اور اپنے گھر والوں کو بھی کھلاتے۔"

(۵)

میت کی طرف سے مستقل قربانی کرنا

بعض علمائے امت کی رائے میں فوت شدہ شخص کی طرف سے مستقل قربانی کرنا بھی درست ہے۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، جس کو حضرات ائمہ احمد، ابوداؤد، ترمذی اور حاکم نے حضرت حنش سے روایت کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"ضَحَّى عَلِيٌّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ: كَبْشٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَبْشٍ عَنْ نَفْسِهِ، وَقَالَ: "أَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ، فَأَنَا أُضَحِّي أَبَدًا." [1]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دو مینڈھوں کی قربانی کی: ایک مینڈھا نبی کریم ﷺ کی طرف سے اور ایک مینڈھا اپنی طرف سے، اور فرمایا:
"مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، کہ میں ان کی طرف سے قربانی کروں۔ لہٰذا میں ہمیشہ [ان کی طرف سے] قربانی کرتا رہوں گا۔"

امام طیبی فرماتے ہیں:

---

[1] المسند، رقم الحديث ۱۲۷۸، ۲/۳۱۶-۳۱۷ (ط: دارالمعارف بمصر)؛ وسنن أبی داود، كتاب الضحايا، باب الأضحية عن الميت، رقم الحديث ۲۷۸۷، ۷/۳۴۴؛ وجامع الترمذي، أبواب الأضاحي، باب في الأضحية بكبشين، رقم الحديث ۱۵۲۸، ۵/۶۵؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الأضاحي، ۴/۲۲۹-۲۳۰۔ الفاظ حدیث المستدرک کے ہیں۔

"هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَوْ ضَحّٰى عَمَّنْ مَاتَ جَازَ." ❶

''یہ اس بات کی دلیل ہے، کہ اگر کوئی شخص میت کی طرف سے قربانی کرے گا، تو ایسا کرنا جائز ہوگا۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس بارے میں رقم طراز ہیں:

"وَتَجُوْزُ الْأُضْحِيَّةُ عَنِ الْمَيِّتِ، كَمَا يَجُوْزُ الْحَجُّ عَنْهُ، وَالصَّدَقَةُ عَنْهُ، وَيُضَحِّي عَنْهُ فِي الْبَيْتِ، وَلَا يُذْبَحُ عِنْدَ الْقَبْرِ أُضْحِيَّةٌ وَلَا غَيْرُهَا." ❷

''جس طرح میت کی طرف سے حج اور صدقہ کرنا جائز ہے، اسی طرح اس کی طرف سے قربانی کرنا درست ہے۔ میت کی طرف سے قربانی گھر میں کی جائے گی۔ اس کی قبر پر نہ تو قربانی کا جانور ذبح کرنا جائز ہے اور نہ ہی کوئی اور جانور۔''

بعض علمائے امت میت کی طرف سے مستقل قربانی کرنے کو درست نہیں سمجھتے۔ انہوں نے مذکورہ بالا حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ ❸

میت کی طرف سے قربانی کے جواز کے متعلق مذکورہ بالا حدیث سے استدلال کرنے والے حضرات کا موقف یہ ہے، کہ یہ حدیث ثابت ہے۔ امام حاکم نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ ❹ حافظ ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ ❺ مشہور مصری محدث

---

❶ شرح الطيبى ۱۳۰۴/۴؛ نیز ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح ۵۶۹/۳.

❷ مجموع الفتاوىٰ ۳۰۶/۲۶.

❸ ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي ۶۵/۵؛ وهامش مشكاة المصابيح ۴۶۰/۱؛ وضعيف سنن أبي داود ص ۲۷۳؛ وهامش المسند للشيخ شعيب الأرناؤوط وزملائه ۲۰۶/۲.

❹ ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين، كتاب الأضاحي ۲۳۰/۴.

❺ ملاحظہ ہو: التلخيص ۲۳۰/۴.

شیخ احمد شاکر نے بھی اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ ❶

امام ابوداؤد نے اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے اور اس پر درج ذیل باب قائم کیا ہے:

[بَابُ الْأُضْحِيَةِ عَنِ الْمَيِّتِ] ❷

[میت کی طرف سے قربانی کے متعلق باب]

(٦)

قربانی کے جانور کی عمر

قربانی کے جانور کی عمر کے سلسلے میں توفیقِ الٰہی سے ذیل میں پانچ باتیں پیش کی جارہی ہیں:

۱: نبی کریم ﷺ نے امت کو قربانی کے لیے دو دانتا جانور ذبح کرنے کی تلقین فرمائی۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا تَذْبَحُوْا اِلَّا مُسِنَّةً اِلَّا اَنْ يُعْسَرَ عَلَيْكُمْ، فَتَذْبَحُوْا جَذَعَةً مِّنَ الضَّأْنِ." ❸

"دو دانت والے کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی نہ کرو، ہاں اگر دشواری پیش آجائے، تو دو دانت سے کم عمر کا دنبہ بھی ذبح کرلو۔"

۲: مذکورہ بالا حدیث سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے، کہ دقت اور دشواری

❶ ملاحظہ ہو: هامش المسند للشيخ احمد شاكر ۲/ ۱۵۲.

❷ سنن أبي داود، كتاب الضحايا، ۷/ ۳٤٤.

❸ صحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب سن الأضحية، رقم الحديث ۱۳ـ(۱۹٦۳)، ۳/ ۱۵۵۵.

کی حالت میں دو دانت سے کم عمر والا بھیڑ دنبے کا بچہ بطور قربانی ذبح کیا جا سکتا ہے، البتہ سوال یہ ہے، کہ آیا عام حالات میں ایسے کم عمر والے جانور کی قربانی جائز ہے؟

اس سوال کا جواب معلوم کرنے کی غرض سے ذیل میں تین احادیث شریفہ درج کی جا رہی ہیں:

ا: امام نسائی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

"ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِجَذَعٍ مِنَ الضَّأْنِ." [1]

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو دانتوں سے کم عمر والے دنبہ کی قربانی دی۔''

ب: امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے حضرت کلیب سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا: ''ہم نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی کے ہمراہ تھے، جو بنو سُلَیم میں سے تھے اور جنہیں مجاشع رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، بکریوں کی قلت ہوئی، تو انہوں نے ایک منادی والے کو حکم دیا، تو اس نے اعلان کیا:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ: "إِنَّ الْجَذَعَ يُوَفِّي مِمَّا يُوَفِّي مِنْهُ الثَّنِيُّ." [2]

---

[1] سنن النسائي، كتاب الضحايا، المسنة والجذعة، ۷/۲۱۹. حافظ ابن حجر نے اس کی [سند کو قوی] قرار دیا ہے۔ (فتح الباري ۱۰/۱۵)، شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سنن النسائي ۳/۹۱۵).

[2] سنن أبي داود، كتاب الضحايا، باب ما يجوز في الضحايا من السن، رقم الحديث ۲۷۹۶، ۲/۲۰۶؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأضاحي، ما تجزيء في الأضاحي، رقم الحديث ۳۱۷۸، ۲/۳۰۶. الفاظ حدیث سنن ابی داود کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۲/۵۳۸؛ وصحيح سنن ابن ماجه ۲/۲۰۲).

''یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جہاں دو دانت والا جانور کافی ہے، وہاں دو دانت سے کم عمر والا بھیڑ کا بچہ بھی کافی ہے۔''

ج: امام احمد نے حضرت اُمّ بلال رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ضَحُّوْا بِالْجَذَعِ مِنَ الضَّأْنِ فَإِنَّه جَائِزٌ.''❶

''بھیڑ کے دو دانت سے کم عمر والے بچے [جذع] کی قربانی کرو، کیونکہ وہ [یعنی اس کی قربانی] جائز ہے۔''

مذکورہ بالا تینوں احادیث شریفہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ عام حالات میں بھی جب کہ دو دانت والے جانور کا ملنا دشوار یا مشکل نہ ہو، دو دانت سے کم عمر والے بھیڑ کے بچے [جو کہ جذع ہو] کی قربانی کرنا درست ہے۔

۳: مذکورہ بالا احادیث شریفہ کی بنا پر جمہور علمائے امت کی رائے میں نمبر۱ میں بیان کردہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مراد یہ ہے، کہ دو دانت والے جانور کی قربانی کرنا افضل ہے۔ حافظ ابن حجر اس بارے میں رقم طراز ہیں:

''نَقَلَ النَّوَوِيُّ عَنِ الْجُمْهُوْرِ أَنَّهُمْ حَمَلُوْهُ عَلَى الْأَفْضَلِ، وَالتَّقْدِيْرُ: يُسْتَحَبُّ لَكُمْ أَنْ لَا تَذْبَحُوْا إِلَّا مُسِنَّةً، فَإِنْ عَجَزْتُمْ فَاذْبَحُوْا جَذَعَةً مِنَ الضَّأْنِ.''❷

---

❶ الفتح الرباني في ترتيب مسند الإمام أحمد، أبواب الأضحية، باب السنّ الذي يجزىء في الأضحية، ۱۳/ ۷۴۔ حافظ ہیثمی نے تحریر کیا ہے: ''اسے احمد اور طبرانی نے [المعجم] الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راوی [ثقہ] ہیں۔'' (مجمع الزوائد ۴/ ۱۹).

❷ فتح الباري ۱۰/ ۱۵؛ نیز ملاحظہ ہو: کتاب المجموع ۸/ ۲۹۴۔۲۹۵۔ اسی بات کو علامہ شوکانی، شیخ عظیم آبادی، شیخ مبارکپوری اور شیخ احمد البنا نے پسند کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: نیل الأوطار ۵/ ۲۰۴؛ وعون المعبود ۷/ ۳۵۵؛ وتحفة الأحوذي ۵/ ۷۱؛ وبلوغ الأماني ۱۳/ ۷۲).

''نووی نے جمہور علمائے امت سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے اس حدیث کو افضل پر محمول کیا ہے [دو دانت والے جانور کی قربانی کرنا افضل ہے] اور حدیث کا معنی یہ ہوگا: تمہارے لیے مستحب یہ ہے، کہ تم دو دانت والے جانور ہی کی قربانی کرو اور اگر ایسے جانور کی قربانی کرنا تمہارے بس میں نہ ہو، تو بھیڑ کے دو دانت سے کم عمر والے بچے [جذع] کی قربانی کرو۔''

۴: دو دانت سے کم عمر والے جانور [جذع] کے متعلق ضروری بات یہ ہے، کہ یہ اجازت صرف دنبہ اور بھیڑ کے بچوں کے ساتھ مخصوص ہے، دیگر جانوروں، بکری وغیرہ کے اس عمر کے بچوں کی قربانی کرنا درست نہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"ضَحّٰی خَالٌ لِی یُقَالُ لَهُ: أَبُوْ بُرْدَةَ رضی اللہ عنہ قَبْلَ الصَّلَاةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: "شَاتُكَ شَاةُ لَحْمٍ".

فَقَالَ: "يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ عِنْدِيْ دَاجِنًا جَذَعَةً مِّنَ الْمَعْزِ."

قَالَ: "اِذْبَحْهَا وَلَا تَصْلُحُ لِغَيْرِكَ". [1]

''میرے ماموں جنہیں ابو بردہ رضی اللہ عنہ کہا جاتا تھا، نے نماز [عید] سے پہلے قربانی کرلی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''تمہاری بکری تو گوشت کی بکری ہے۔''

[1] متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، باب قول النبي ﷺ لأبي بردة رضی اللہ عنہ: "ضحّ بالجذع من المعز"، ......، جزء من رقم الحديث ٥٥٥٦، ١٠/٨٢؛ وصحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب وقتها، رقم الحديث ٤ ـ (١٩٦١)، ٣/١٥٥٢. الفاظ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

انہوں نے عرض کیا: ''میرے پاس بکری کا دو دانت والے سے کم عمر کا پالتو بچہ ہے۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم تو اسی کی قربانی کرلو، لیکن کسی اور کے لیے ایسا کرنا درست نہیں۔''

حضرت سہل بن ابی حثمہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:

''وَلَيْسَتْ فِيهَا رُخْصَةٌ لِأَحَدٍ بَعْدَكَ .'' ❶

''تیرے بعد کسی اور کے لیے اس [یعنی بکری کے دو دانت سے کم عمر کے بچے کو بطور قربانی ذبح کرنے] کی رخصت نہیں۔''

۵: بھیڑ کے دو دانت سے کم عمر والے جس بچے [جذع] کو بطور قربانی ذبح کرنے کی اجازت ہے، اس کی عمر کتنی ہوگی؟ اس بارے میں مختلف آراء ہیں۔ بعض علماء نے ایک سال مدت بتلائی ہے، بعض نے چھ ماہ، بعض نے سات ماہ اور بعض نے ان سے مختلف دیگر آراء پیش کی ہیں۔ امام نووی فرماتے ہیں:

''ثُمَّ الْجَذَعُ مَا اسْتَكْمَلَ سَنَةً عَلَى أَصَحِّ الْأَوْجُه .'' ❷

''جذع کی عمر کے بارے میں سب سے زیادہ درست بات یہ ہے، کہ اس کی عمر ایک سال پوری ہو چکی ہو۔''

حافظ ابن حجر [جذع] کی عمر کے بارے میں رقم طراز ہیں:

''فَمِنَ الضَّأْنِ مَا أَكْمَلَ السَّنَةَ ، وَهُوَ قَوْلُ الْجَمْهُوْرِ .'' ❸

''جمہور کے قول کے مطابق بھیڑ میں سے [جذع] وہ ہے، جس نے اپنی

---

❶ منقول از: فتح الباري ١٠/ ١٤.

❷ كتاب المجموع ٨/ ٢٩٣.

❸ فتح الباري ١٠/ ٥.

عمر کا ایک سال مکمل کر لیا ہو۔"

(۷)

خصی اور غیر خصی جانور کی قربانی

خصی اور غیر خصی دونوں قسم کے جانور کی قربانی کرنا سنت سے ثابت ہے۔ ذیل میں اس بارے میں توفیق الٰہی سے دو روایتیں پیش کی جا رہی ہیں:

۱: رسول اللہ ﷺ کے خصی جانور کی قربانی کرنے پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے، جس کو امام ابو یعلی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے، کہ:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ أُتِيَ بِكَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ عَظِيْمَيْنِ مَوْجُوْءَيْنِ، فَأَضْجَعَ أَحَدَهُمَا، وَقَالَ: "بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ عَنْ مُحَمَّدٍ - ﷺ - وَأُمَّتِهِ مَنْ شَهِدَ لَكَ بِالتَّوْحِيْدِ، وَشَهِدَلِي بِالْبَلَاغِ."[1]

"یقیناً رسول اللہ ﷺ کے پاس دو سینگوں والے، چت کبرے، بڑے بڑے خصی مینڈھے لائے گئے۔ آپ نے ان دونوں میں سے ایک کو پچھاڑا اور کہا: "اللہ تعالیٰ کے نام سے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔ محمد ﷺ اور ان کی امت کی طرف سے، جنہوں نے آپ کی توحید کی گواہی دی اور میرے پیغام [الٰہی] کو پہنچانے کی شہادت دی۔"

۲: رسول کریم ﷺ کے غیر خصی جانور کی قربانی دینے پر وہ حدیث دلالت کرتی ہے، جس کو حضرات ائمہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ انہوں نے کہا:

---

[1] حوالہ حدیث کے لیے ملاحظہ ہو: اس کتاب کا ص ۳۷۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُضَحِّي بِكَبْشٍ أَقْرَنَ فَحِيْلٍ، يَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، وَيَأْكُلُ فِيْ سَوَادٍ، وَيَمْشِيْ فِي سَوَادٍ.“[1]

”رسول اللہ ﷺ سینگوں والے، غیر خصی مینڈھے کی قربانی کیا کرتے تھے [اور] اس کی آنکھیں، منہ اور ہاتھ پاؤں سیاہ ہوتے تھے۔“

علامہ سندھی اس حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں، کہ ”اس روایت میں اور وہ روایت، جو اس کے بظاہر خلاف ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے خصی جانور کی قربانی دی، ان دونوں میں حقیقت میں کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ دونوں قسم کے جانوروں کو الگ الگ وقت میں قربانی کی غرض سے ذبح کیا گیا۔“[2]

(۸)

قربانی کے دن

حضرات ائمہ احمد، ابن حبان اور طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وَفِيْ كُلِّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ ذِبْحٌ.“[3]

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا، رقم الحديث ۲۷۹۳، ۳۵۲/۷؛ وسنن الترمذي، أبواب الأضاحي، باب ما يستحب من الأضاحي، رقم الحديث ۱۵۲۹، ۶۶/۵-۶۷؛ وسنن النسائي، كتاب الضحايا، الكبش ۲۲۰/۷-۲۲۱؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأضاحي، ما يستحب من الأضاحي، رقم الحديث ۳۱۶۶، ۲۰۴/۲. الفاظِ حدیث سنن ابی داؤد کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبی داود ۵۳۸/۲؛ وصحیح سنن الترمذی ۸۸/۷).

[2] حاشية السندي على سنن النسائي ۲۲۱/۷.

[3] المسند، جزء من رقم الحديث ۱۶۷۵۱، ۳۱۶/۲۷؛ والإحسان فی تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الحج، باب الوقوف بعرفة والمزدلفة والدفع منها، ذكر وقوف الحجاج بعرفات والمزدلفة، جزء من رقم الحديث ۳۸۵۴، ۱۶۶/۹. حافظ ہیثمی نے ⇦⇦

''تشریق کے سب دنوں میں [قربانی کا جانور] ذبح [کرنا درست] ہے۔''

اور عید الاضحیٰ کے بعد تشریق تین دن ہیں۔ ❶

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے، کہ قربانی کے چار دن ہیں، ایک دن عید الاضحیٰ کا اور تین دن اس کے بعد۔

اس بارے میں علمائے امت کے دیگر اقوال بھی ہیں۔ علامہ شوکانی نے پانچ اقوال نقل کیے ہیں، لیکن مذکورہ بالا حدیث کی بنا پر راجح بات یہی ہے، کہ قربانی کے چار دن ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم. سعودی عرب کی مجلسِ دائمی برائے علمی تحقیقات اور افتاء نے اس بارے میں اپنے فتویٰ میں تحریر کیا ہے:

''أَيَّـامُ الـذِبْحِ لِهَدْيِ التَمَتُّعِ وَالْقِران وَالْأُضْحِيَّةِ أَرْبَعَةُ أَيَّام: يَوْمُ الْعِيْدِ وَثَلَاثَةُ أَيَّامٍ بَعْدَهُ، وَيَنْتَهِيْ الذِبْحُ بِغُرُوْبِ شَمْسِ الْيَوْمِ الرَابِعِ فِيْ أَصَحِّ أَقْوَالِ أَهْلِ الْعِلْمِ.'' ❷

''اہل علم کے سب سے صحیح قول کے مطابق (حج) تمتع، قران اور عید کی قربانی کے چار دن ہیں، ایک دن عید کا، اور تین دن اس کے بعد۔ قربانی کے وقت کا اختتام چوتھے دن غروب آفتاب کے ساتھ ہوتا ہے۔''

⇐ تحریر کیا ہے: ''احمد اور طبرانی نے اسے اوسط میں روایت کیا ہے اور احمد وغیرہ کی سند کے راوی [ثقہ] ہیں۔'' (مجمع الزوائد ٤/ ٢٥). حافظ ابن حجر نے لکھا ہے: ''احمد نے اسے روایت کیا ہے، لیکن اس [کی سند] میں انقطاع ہے۔ دارقطنی نے موصول روایت کیا ہے اور اس کے راوی [ثقہ] ہیں۔'' (فتح الباري ١/ ٨). شیخ شعیب ارناؤط اور ان کے رفقاء نے اسے [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٢٧/ ٣١٦).

❶ ملاحظہ ہو: نيل الاوطار ٥/ ٢١٦؛ نیز ملاحظہ ہو: المجموع ٨/ ٢٨٩.

❷ فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء ١١/ ٤٠٦.

(۹)

رات کے وقت ذبح کرنا

مذکورہ بالا چار دنوں میں نماز عید اور خطبہ عید کے بعد سے لے کر آخری دن غروب آفتاب تک، جب بھی چاہے، ذبح کرسکتا ہے۔ بعض علمائے امت نے ان دنوں کی راتوں میں ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس بارے میں درج ذیل دو دلیلیں پیش کی ہیں:

۱: سورۃ الحج میں ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ﴾ ❶

[اور ہم نے جو پالتو چارپائے ان کے لیے مہیا کردیے ہیں، ان کی قربانی کرتے ہوئے مقررہ دنوں میں اللہ تعالیٰ کا نام لیں]۔

اس آیت کریمہ سے ان کا استدلال یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے مقررہ دنوں میں قربانی کا ذکر فرمایا ہے، ان کی راتوں میں نہیں۔'' ❷

۲: حدیث شریف میں ہے، کہ:

''نَهَى النَّبِيُّ ﷺ عَنِ الذِّبْحِ بِاللَّيْلِ.'' ❸

''نبی کریم ﷺ نے رات کو ذبح کرنے سے منع فرمایا۔''

لیکن ان دونوں دلیلوں سے استدلال ــــ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب ــــ درست نہیں، کیونکہ:

---

❶ الآية ۲۸.

❷ ملاحظہ ہو: المغني ۳۸۷/۱۳.

❸ ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، کتاب الأضاحي، باب النهي عن التضحية بالليل، ۲۳/۴.

۱: آیت کریمہ سے یہ مقصود نہیں، کہ دن کو ہی ذبح کرو اور رات کو ذبح نہ کرو، بلکہ مراد یہ ہے، کہ ان متعین دنوں میں بشمول ان کی راتوں کے ذبح کرو۔ اس کی مثال اس طرح ہے، کہ اگر کوئی شخص اس بات پر قسم کھائے کہ "میں فلاں شخص سے تین دن گفتگو نہیں کروں گا،" تو اس سے مقصود یہ تو نہیں ہوتا، کہ وہ دن کے اجالے میں، تو گفتگو نہیں کرے گا اور رات کی تاریکی میں کرے گا، بلکہ مقصود یہ ہوتا ہے، کہ وہ ان تین دنوں میں ان کی راتوں سمیت اس شخص سے گفتگو نہیں کرے گا۔ ❶

۲: جہاں تک حدیث سے استدلال کا تعلق ہے، اگر یہ حدیث ثابت ہوتی، تو اس بارے میں حرف آخر تھی، لیکن یہ حدیث بالکل ثابت نہیں۔ ❷

خلاصۂ کلام یہ ہے، کہ نماز عید اور خطبہ عید کے بعد سے لے کر چوتھے دن غروب آفتاب تک، کسی وقت بھی قربانی کے جانوروں کا ذبح کرنا درست ہے۔

تنبیہ: محتاجوں اور مسکینوں کو گوشت سے محروم کرنے کی خاطر رات کو ذبح کرنا ناپسندیدہ حرکت ہے۔

(۱۰)

قربانی کا نمازِ عید کے بعد کرنا

قربانی کے وقت کی ابتدا نماز عید کے بعد ہوتی ہے۔ ذیل میں اس کے متعلق

---

❶ ملاحظہ ہو: المحلی ۸/ ۴۸.

❷ حافظ ہیثمی نے تحریر کیا ہے: "اسے طبرانی نے [المعجم] الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس میں سلیمان بن ابی سلمہ جنابزی ہے اور وہ متروک ہے۔" (مجمع الزوائد ۴/ ۲۳) اور [متروک] اس راوی کو کہتے ہیں، جس کا عام گفتگو میں جھوٹ بولنا ثابت ہو اور ایسے راوی کی بیان کردہ روایت مردود ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التلخیص الحبیر ۴/ ۱۴۲؛ والمحلی ۸/ ۴۸).

توفیقِ الٰہی سے تین باتیں پیش کی جارہی ہیں:

۱: آنحضرت ﷺ نے نمازِ عید سے پہلے قربانی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، کہ انہوں نے کہا: ''ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی اور ارشاد فرمایا:

''مَنْ صَلّٰی صَلَاتَنَا، وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا، فَلَا یَذْبَحْ حَتّٰی یَنْصَرِفَ.''❶

''جس نے ہماری نماز پڑھی، اور ہمارے قبلہ کی طرف رخ کیا، وہ [نماز عید سے] واپس آنے سے پہلے قربانی نہ کرے۔''

۲: اگر کوئی شخص نمازِ عید سے پہلے اپنی قربانی کا جانور ذبح کرے گا، تو وہ قربانی شمار نہ ہوگی۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ أَوَّلَ مَا نَبْدَأُ بِهِ فِيْ يَوْمِنَا هٰذَا أَنْ نُصَلِّيَ، ثُمَّ نَرْجِعُ فَنَنْحَرُ. مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا، وَمَنْ ذَبَحَ قَبْلُ، فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ، لَيْسَ مِنَ النُّسُكِ فِيْ شَيْءٍ.''❷

''بے شک اس دن ہم پہلا کام یہ کرتے ہیں، کہ نماز [عید] ادا کرتے ہیں، پھر واپس آتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں۔ جس شخص نے ایسے ہی کیا، اس نے ہماری سنت کو پالیا اور جس نے اس سے پہلے ذبح کیا، تو وہ

---

❶ متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، باب من ذبح قبل الصلاة أعاد، جزء من رقم الحديث ٥٥٦٣، ١٠/٢٠؛ وصحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب وقتها، جزء من رقم الحديث ٦ـ(١٩٦١)، ٣/١٥٥٣. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

❷ متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، باب سنة الأضحية، جزء من رقم الحديث ٥٥٤٥، ١٠/٣؛ وصحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب وقتها، جزء من رقم الحديث ٧ـ(١٩٦١)، ٣/١٥٥٣.

گوشت ہے، جو اس نے اپنے گھر والوں کو دیا۔ اس کا قربانی سے کوئی تعلق نہیں۔''

۴: نمازِ عید سے پہلے قربانی کا جانور ذبح کرنے والے کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے یہ حکم دیا ہے، کہ وہ نماز کے بعد ایک دوسرا جانور قربانی کے لیے ذبح کرے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''نبی کریم ﷺ نے قربانی کے دن ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ.''[1]

''جس نے نماز [عید] سے پہلے ذبح کیا، وہ دوبارہ [ذبح] کرے۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے، جسے امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت جندب بن سفیان بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں عید الاضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، جب آپ لوگوں کو نماز پڑھا چکے، تو دیکھا، کہ ایک بکری ذبح کی ہوئی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ شَاةً مَّكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ.''[2]

''جس نے نمازِ عید سے پہلے [قربانی کا جانور] ذبح کیا، وہ [اب] اس کے بدلے میں دوسری بکری ذبح کرے اور جس نے [نماز سے پہلے]

---

[1] متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، باب ما يُشتهى من اللحم يوم النحر، جزء من رقم الحديث ٥٥٤٩، ١٠/٦؛ وصحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب وقتها، جزء من رقم الحديث ١١-(١٩٦٢)، ١٥٥٥/٣. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

[2] متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، باب من ذبح قبل الصلاة أعاد، رقم الحديث ٥٥٦٢، ٢٠/١٠؛ وصحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب وقتها، رقم الحديث ٢-(١٩٦٠)، ١٥٥١/٣. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

ذبح نہیں کیا، وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے۔"

(۱۱)

قربانی کا جانور کون ذبح کرے؟

اس بارے میں توفیقِ الٰہی سے چار باتیں پیش کی جارہی ہیں:

۱: سنتِ مطہرہ سے یہ بات ثابت ہے، کہ قربانی کرنے والا اپنا جانور خود ذبح کرے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"ضَحَّى النَّبِيُّ ﷺ بِكَبْشَيْنِ أَمْلَحَيْنِ، فَرَأَيْتُهُ وَاضِعًا قَدَمَه عَلٰى صِفَاحِهِمَا، يُسَمِّي وَيُكَبِّرُ، فَذَبَحَهُمَا بِيَدِهِ."[1]

"نبی کریم ﷺ نے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی دی۔ میں نے آپ کو اپنا قدم ان کے پہلوؤں پر رکھے [بسم اللّٰه والله اکبر] پڑھتے دیکھا اور آپ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا۔"

۲: قربانی کرتے وقت کسی دوسرے شخص سے تعاون حاصل کرنا بھی سنت مطہرہ سے ثابت ہے۔ امام احمد نے ایک انصاری شخص سے روایت کی ہے:

"عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَضْجَعَ أُضْحِيَّتَهُ لِيَذْبَحَهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِلرَّجُلِ: "أَعِنِّي عَلٰى ضَحِيَّتِيْ".

---

[1] متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، باب من ذبح الأضاحي بيده، رقم الحديث ٥٥٥٨، ١٠/١٨؛ وصحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب استحباب الضحية، وذبحها مباشرة بلا توكيل، ......، رقم الحديث ١٨ ـ (١٩٦٦)، ٣/١٥٥٧ ـ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

فَأَعَانَه". ❶

''رسول اللہ ﷺ نے اپنے قربانی کے جانور کو ذبح کرنے کے لیے پچھاڑا اور آپ ﷺ نے آدمی سے فرمایا: ''قربانی [کے ذبح کرنے] میں میری اعانت کرو۔''

اس شخص نے آپ کی اعانت کی۔''

علاوہ ازیں امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ذکر کیا ہے:

"وَأَعَانَ رَجُلُ ابْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہما فِي بَدَنَتِهِ". ❷

''ایک شخص نے اونٹ ذبح کرنے میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے تعاون کیا۔''

۴: کسی دوسرے کی طرف قربانی کے جانور کا ذبح کرنا بھی سنت مطہرہ سے ثابت ہے۔ امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"وَضَحّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِّسَائِهِ بِالْبَقَرِ." ❸

''اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔''

امام بخاری نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ مَنْ ذَبَحَ ضَحِيَّةَ غَيْرِهِ]❹

[کسی دوسرے شخص کی قربانی ذبح کرنے والے کے متعلق باب]

---

❶ الفتح الرباني في ترتيب مسند الإمام احمد، أبواب الأضحية، باب ما جاء في أضاحي رسول الله ﷺ عن نفسه، ......، رقم الحديث ٥٦، ٦٥/١٣. حافظ ابن حجر نے اس کے راویوں کو [ثقہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ١٩/١٠).

❷ صحيح البخاري، كتاب الأضاحي ١٩/١٠.

❸ المرجع سابق، جزء من رقم الحديث ٥٥٥٩، ١٩/١٠.

❹ المرجع السابق ١٩/١٠.

اس بات پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے، جسے امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے بارے میں روایت کیا ہے اور اس میں ہے:

"ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْحَرِ، فَنَحَرَ ثَلاثًا وَسِتِّينَ بِيَدِهِ، ثُمَّ أَعْطَى عَلِيًّا رضي الله عنه فَنَحَرَ مَا غَبَرَ." [1]

"پھر آپ قربان گاہ تشریف لے گئے۔ تریسٹھ قربانیاں اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائی، پھر باقی ماندہ علی رضی اللہ عنہ کو دی اور انہوں نے ان کو ذبح کر دیا۔"

امام نووی نے اس کے بارے میں لکھا ہے:

"وَفِيهِ اسْتِحْبَابُ ذَبْحِ الْمُهْدِي هَدْيَهُ بِنَفْسِهِ، وَجَوَازُ الاِسْتِنَابَةِ فِيهِ، وَذٰلِكَ جَائِزٌ بِالْإِجْمَاعِ." [2]

"اس میں یہ ہے، کہ حج کی قربانی خود ذبح کرنا مستحب اور کسی دوسرے کو ذبح کرنے میں اپنا نائب بنانا جائز ہے اور نائب بنانے کے جواز پر اجماع ہے۔"

۴: مسلمان خاتون کا اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے۔ امام بخاری نے ذکر کیا ہے:

"وَأَمَرَ أَبُو مُوسَى رضي الله عنه بَنَاتِهِ أَنْ يُضَحِّينَ بِأَيْدِيهِنَّ." [3]

"ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو حکم دیا، کہ وہ اپنی قربانیاں خود ذبح کریں۔"

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ، جزء من رقم الحديث ۱۴۷۔ (۱۲۱۸)، ۸۹۲/۲۔

[2] شرح النووي ۱۹۲/۸۔

[3] صحیح البخاري، کتاب الأضاحي، ۱۹/۱۰۔ نیز ملاحظہ ہو: مصنف عبد الرزاق، کتاب المناسك، باب فضل الضحايا والهدي، وهل يذبح المحرم؟ رقم الرواية ۷۱۶۹، ۳۸۹/۴؛ وفتح الباري ۱۹/۱۰، وعمدة القاري ۱۵۵/۲۱۔

علامہ عینی نے تحریر کیا ہے:

"وَفِيْهِ أَنَّ ذِبْحَ النِّسَاءِ نِسَائِكَهُنَّ يَجُوْزَ، إِذَا كُنَّ يُحْسِنَّ الذِبْحَ." ❶

''اور اس میں یہ بات ہے، کہ اگر عورتوں کو ذبح کرنے کا سلیقہ ہو، تو ان کا اپنی قربانی کے جانوروں کو ذبح کرنا جائز ہے۔''

عورتوں کے جانور ذبح کرنے کے جواز پر وہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے، جسے امام بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ:

"أَنَّ امْرَأَةً ذَبَحَتْ شَاةً بِحَجَرٍ، فَسُئِلَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ بِأَكْلِهَا." ❷

''بے شک ایک عورت نے پتھر سے ایک بکری کو ذبح کیا۔ نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ ﷺ نے اس کے کھانے کا حکم دیا۔''

(۱۲)

سب اہل خانہ کی طرف سے ایک بکری کا کافی ہونا

متعدد احادیث شریفہ سے یہ بات ثابت ہے، کہ قربانی کی غرض سے سارے اہل خانہ کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا کفایت کر جاتا ہے۔ اس بارے میں چھ روایات درج ذیل ہیں:

۱: امام مسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کردہ حدیث گزر چکی

---

❶ عمدة القاري ۲۱/ ۱۵۵.

❷ صحيح البخاري، كتاب الذبائح والصيد، باب ذبيحة المرأة والأمة، رقم الحديث ۵۵۰۴، ۹/ ۶۳۲.

ہے، جس میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے مینڈھے کو ذبح کرنے کے لیے پچھاڑا اور کہا:

"بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ." ❶

"اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ، اے اللہ! محمد، آل محمد، اور امت محمد ﷺ کی طرف سے قبول فرمائیے۔"

اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی اور اپنے آل کی طرف سے ایک ہی مینڈھے کو ذبح فرمایا، بلکہ امت کو بھی اس میں شامل فرما لیا۔ امام خطابی نے تحریر کیا ہے:

"وفی قوله [تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ.] دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّ الشَّاةَ الْوَاحِدَةَ تُجْزِىءُ عَنِ الرَّجُلِ وَأَهْلِهِ، وَإِنْ كَثُرُوْا." ❷

"آپ کا فرمان [تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ.] اس بات پر دلالت کرتا ہے، کہ ایک بکری [کی قربانی] آدمی اور اس کے گھر والوں سے کفایت کرتی ہے، اگرچہ ان کی تعداد زیادہ بھی ہو۔"

۲: امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُضَحِّيْ بِالشَّاةِ الْوَاحِدَةِ عَنْ جَمِيْعِ

---

❶ تخریج حدیث کے لیے ص ۳۶ ملاحظہ فرمائیے۔

❷ معالم السنن ۲/۲۲۸.

أَهْلِهِ . "❶

''رسول اللہ ﷺ اپنے سارے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے۔''

۳: حضرات ائمہ مالک، ترمذی اور ابن ماجہ نے عطاء بن یسار سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا، کہ: ''میں نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ''رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ قربانیاں کیسے کرتے تھے؟''

انہوں نے کہا:

"كَانَ الرَّجُلُ يُضَحِّي بِالشَّاةِ عَنْهُ، وَعَنْ أَهْلِ بَيْتِهِ، فَيَأْكُلُوْنَ وَيُطْعِمُوْنَ، حَتّٰى تَبَاهَى النَّاسُ، فَصَارَتْ كَمَا تَرَى . "❷

''آدمی اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک قربانی دیا کرتا تھا اور اس سے وہ کھاتے بھی تھے اور کھلاتے بھی تھے۔ پھر لوگ فخر کرنے لگے اور نوبت جہاں تک پہنچ گئی ہے، وہ تم دیکھ رہے ہو۔''

---

❶ المستدرك على الصحيحين، كتاب الأضاحي، ٤/ ٢٢٩؛ والسنن الكبرىٰ، كتاب الضحايا، باب الرجل يضحي عن نفسه وعن أهل بيته، رقم الحديث ١٩٠٥٢، ٩/ ٤٥٠. امام حاکم نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان کی تائید کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك ٢٢٩/٤، والتلخيص ٤/ ٢٢٩).

❷ الموطأ، كتاب الضحايا، الشركة في الضحايا، وعن كم تُذْبَحُ البقرة والبدنة؟ رقم الرواية ١٠/ ٢/ ٤٨٦؛ وجامع الترمذي، أبواب الأضاحي، باب ما جاء أن الشّاةَ الواحدة تجزىء عن أهل البيت، رقم الحديث ١٥٤١، ٥/ ٧٥؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأضاحي، من ضحّى بشاة عن أهله، رقم الحديث ٣١٨٥، ٢/ ٢٠٨. الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ امام ترمذی نے اسے [حسن صحیح] اور شیخ البانی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ٥/ ٧٦؛ وإرواء الغليل ٤/ ٣٥٥).

۴: امام ابن ماجہ نے حضرت ابو سریحہ رضی اللہ عنہ ❶ سے روایت بیان کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

"حَمَلَنِي أَهْلِي عَلَى الْجَفَاءِ، بَعْدَ مَا عَلِمْتُ مِنَ السُّنَّةِ، كَانَ أَهْلُ الْبَيْتِ يُضَحُّوْنَ بِالشَّاةِ وَالشَّاتَيْنِ، وَالآنْ يُبَخِّلُنَا جِيْرَانُنَا." ❷

''میرے گھر والوں نے مجھے غلط روی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی، جب کہ مجھے اس سنت کا علم ہے، کہ [عہد رسالت میں] ایک گھر والے ایک یا دو بکریاں [قربانی کے لیے] ذبح کیا کرتے تھے اور اب اگر ہم ایسا کریں، تو ہمارے پڑوسی ہمیں بخیل ہونے کا طعنہ دینے لگتے ہیں۔''

۵: امام بیہقی نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"كَانَ أَبُوْهُرَيْرَةَ رضي الله عنه يَجِيْءُ بِالشَّاةِ، فَيَقُوْلُ أَهْلُهُ: "وَعَنَّا"، فَيَقُوْلُ: "وَعَنْكُمْ." ❸

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ [قربانی کے لیے] بکری لاتے، تو ان کے گھر والے کہتے تھے: ''اور ہماری طرف سے''، تو وہ جواب میں فرماتے: ''اور [یہ] بکری تمہاری طرف سے [بھی] ہے۔''

---

❶ (ابو سریحہ رضی اللہ عنہ): بیعت رضوان میں شریک ہونے والے صحابہ میں سے ہیں۔ ان کا اسم گرامی حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المستدرك ٢٢٨/٤).

❷ سنن ابن ماجه، أبواب الأضاحي، من ضحى بشاة من أهله، رقم الحديث ٣١٨٦، ٢٠٨/٢۔ علامہ سندھی، علامہ شوکانی اور شیخ البانی نے اس کی سند کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود ٣/٨، نيل الأوطار ٢١٠/٥؛ وصحيح سنن ابن ماجه ٢٠٢/٢).

❸ السنن الكبرىٰ، كتاب الضحايا، باب الرجل يضحي عن نفسه وعن أهل بيته، رقم الرواية ١٩٠٥٦، ٤٥٠/٩.

۶: امام بیہقی نے عبد اللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ ان کے والد [حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ] اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتے تھے۔"❶

مذکورہ بالا روایات میں یہ بات واضح ہے، کہ آدمی اور اس کے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری یا مینڈھے کو ذبح کرنا کفایت کرجاتا ہے۔

تنبیہ: ثواب حاصل کرنے کی غرض سے ایک سے زیادہ قربانیاں دی جاسکتی ہیں، بلکہ ایسا کرنا افضل ہے۔

(۱۳)

اونٹ اور گائے کی قربانی میں ایک سے زیادہ افراد کی شرکت

نبی کریم ﷺ کی سنت مطہرہ سے حج اور عید الاضحیٰ کے لیے ذبح کیے جانے والے اونٹ اور گائے میں ایک سے زیادہ اشخاص کا شریک ہونا ثابت ہے۔ اس بارے میں تین احادیث ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

۱: امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

"خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ، فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَشْتَرِكَ فِي الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ، كُلُّ سَبْعَةٍ مِّنَّا فِي بَدَنَةٍ."❷

"ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے لیے لبیک پکارتے ہوئے روانہ ہوئے، تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا، کہ ہم سات آدمی ایک اونٹ

---

❶ السنن الکبری، رقم الروایة ۱۹۰۵۴، ۹/۴۵۰۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الحج، باب الاشتراك فی الهدي، إجزاء البقرة والبدنة کل منهما عن سبعة، رقم الحدیث ۳۵۱ ـ (۱۳۱۸)، ۲/۹۵۵۔

یا گائے میں شریک ہو جائیں۔''

۲: امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

''نَحَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ الْبَدَنَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَالْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ.''❶

''ہم نے حدیبیہ کے سال [یعنی صلح حدیبیہ کے موقع پر] سات سات آدمیوں کی جانب سے اونٹ اور گائے کو ذبح کیا۔''

۳: امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

''كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَحَضَرَ الْأَضْحَى، فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَقَرَةِ سَبْعَةٌ، وَفِي الْبَعِيرِ عَشَرَةٌ.''❷

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے، عید الاضحیٰ آئی، تو ہم گائے [کی قربانی] میں سات اشخاص اور اونٹ [کی قربانی] میں دس اشخاص شریک ہوئے۔''

مذکورہ بالا احادیث شریفہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

ا: حج اور عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے لیے ذبح کیے جانے والے اونٹ اور گائے میں ایک سے زیادہ اشخاص شریک ہو سکتے ہیں۔

۲: حج اور عید الاضحیٰ کی قربانی کے لیے ذبح کی جانے والی گائے میں سات افراد

---

❶ صحيح مسلم، رقم الحديث ۳۵۰۔ (۱۳۱۸)، ۲/۹۵۵.

❷ جامع الترمذي، أبواب الأضاحي، باب الاشتراك في الأضحية، رقم الحديث ۱۵۳۷، ۵/۷۲؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأضاحي، عن كم تجزى البدنة والبقرة؟ رقم الحديث ۳۱۶۹، ۲/۲۰۵. الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن ابن ماجه ۲/۲۰۰).

شریک ہوسکتے ہیں۔

۳: نبی کریم ﷺ کی موجودگی اور معیت میں حج کے لیے ذبح کئے جانے والے اونٹوں میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے سات سات افراد شریک ہوئے اور عید الاضحیٰ کی قربانی کے لیے ذبح کئے جانے والے اونٹوں میں دس دس افراد شریک ہوئے۔

اونٹ میں کتنے افراد شریک ہوسکتے ہیں؟

اس بارے میں علمائے امت کا اختلاف ہے۔ ذیل میں دو آراء پیش کی جارہی ہیں:

ا: پہلی رائے یہ ہے، کہ حج اور عید الاضحیٰ کے موقع پر ذبح کئے جانے والے اونٹ میں صرف سات افراد شریک ہوسکتے ہیں، البتہ اگر کسی موقع پر اونٹوں کی قیمت میں اضافہ ہوجائے اور ایک اونٹ کی قیمت دس بکریوں کی قیمت کے برابر ہوجائے، تو ایک اونٹ میں دس افراد کی شرکت درست ہوگی۔ ان علمائے امت نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی مذکورہ بالا حدیث میں اونٹ کی قربانی میں دس اشخاص کی شرکت کا یہی سبب بیان فرمایا ہے۔ اس رائے کو امام نووی، حافظ ابن حجر، اور علامہ عینی نے پسند کیا ہے۔[1] حافظ ابن حجر نے اس بارے میں تحریر فرمایا ہے:

"وَالَّذِي يَتَحَرَّرُ فِي هٰذَا أَنَّ الْأَصْلَ أَنَّ الْبَعِيرَ بِسَبْعَةٍ مَا لَمْ يَعْرِضْ عَارِضٌ مِنْ نَفَاسَةٍ وَنَحْوِهَا، فَيَتَغَيَّرُ الْحُكْمُ بِحَسْبِ ذٰلِكَ."[2]

"اس بارے میں خلاصہ کلام یہ ہے، کہ اونٹوں کی عمدگی وغیرہ کی بنا پر ان کے مہنگے ہونے کا کوئی سبب نہ ہو، تو سات افراد کی طرف سے ایک اونٹ

---

[1] ملاحظہ ہو: شرح النووي: ۱۳/ ۲۷؛ وفتح الباري ۹/ ۶۲۷؛ وعمدة القاري ۲۱/ ۱۱۳.

[2] فتح الباري ۹/ ۶۲۷.

کی قربانی دی جائے گی۔ مہنگائی کی صورت میں حالات کے مطابق حکم بدل جائے گا۔''

ب: دوسری رائے یہ ہے، کہ حج کے لیے ذبح کیے جانے والے اونٹ میں سات اشخاص اور عید الاضحیٰ کی قربانی کے لیے ذبح کیے جانے والے اونٹ میں دس اشخاص شریک ہوسکتے ہیں۔ اس رائے کے قائل علمائے امت کا استدلال یہ ہے، کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے لیے ذبح کیے جانے والے اونٹوں میں سات سات اشخاص کی شرکت کا حکم دیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ حدیث کے مطابق عید الاضحیٰ کے موقع پر ذبح کیے جانے والے اونٹوں کی قربانی میں دس دس اشخاص شریک ہوئے۔ دونوں حدیثوں پر عمل ان میں بیان کردہ موقعوں پر کیا جائے گا۔ اس رائے کو امام شوکانی نے پسند فرمایا ہے۔ علامہ محمد شمس الحق عظیم آبادی اور شیخ محمد عبد الرحمٰن مبارکپوری کا رجحان بھی اسی رائے کی طرف ہے۔ واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب۔ [1]

(۱۴)

قربانی کو احسن طریقے سے ذبح کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کو عمدہ اور اچھے طریقے سے ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ امام مسلم نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

''ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ''إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی كَتَبَ الْإِحْسَانَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ، فَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوْا

[1] ملاحظہ ہو: نیل الأوطار ۲۱۱/۵، وعون المعبود ۳۶۱/۷؛ وتحفة الأحوذي ۷۳/۵.

الْقِتْلَةَ، وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَأَحْسِنُوا الذَّبْحَ، وَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ، فَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ." ❶

''میں نے دو باتیں رسول اللہ ﷺ سے یاد کی۔ آپ نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض ٹھہرایا ہے، لہٰذا جب تم قتل کرو، تو اچھے طریقے سے قتل کرو اور جب تم [کسی جانور کو] ذبح کرو، تو عمدہ طریقے سے ذبح کرو۔ تم میں سے ایک [یعنی ذبح کرنے والا] اپنی چھری کو تیز کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔''

امام نووی نے تحریر کیا ہے: ''اپنے ذبیحہ کا آرام چھری تیز کرنے، تیزی سے چلانے وغیرہ میں ہے اور یہ بھی مستحب ہے، کہ چھری ذبیحہ کے سامنے تیز نہ کی جائے، نہ ہی ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح کیا جائے اور نہ ہی جانور کو گھسیٹ کر ذبح کرنے کی جگہ لے جایا جائے۔'' ❷

رسول کریم ﷺ نے خود بھی ذبح کرنے سے پیشتر چھری کو تیز کرنے کا اہتمام فرمایا۔ یہ حدیث پہلے گزر چکی ہے، کہ جب آپ کے پاس قربانی کے لیے مینڈھا لایا گیا، تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پتھر کے ساتھ چھری تیز کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ چھری تیز کرکے لائیں، تو پھر آپ ﷺ نے مینڈھے کو ذبح فرمایا۔ ❸

(۱۵)

بسم اللہ واللہ اکبر پڑھ کر ذبح کرنا

مسنون طریقہ یہ ہے، کہ قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت [بسم اللّٰہ واللّٰہ

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الصید والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح والقتل، وتحدید الشفرة، رقم الحدیث ۵۷۔(۱۹۵۵)، ۱۵۴۸/۳۔

❷ شرح النووي ۱۰۷/۱۳۔ ❸ ملاحظہ ہو: اس کتاب کا ص ۳۶۔

اکبــــــر] کہا جائے، امام بخاری اور امام مسلم کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث میں پہلے گزر چکا ہے، کہ:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی دی۔ آپ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح فرمایا اور [ذبح کرتے وقت] [بسم اللہ واللہ اکبر] پڑھا۔''❶

(۱۶)

ذبح کے وقت جس کی طرف سے قربانی کی جائے اس کا ذکر کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ بات بھی ثابت ہے، کہ ذبح کرتے وقت جس کی طرف سے قربانی کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے۔ اس بات پر دلالت کرنے والی احادیث میں سے دو درج ذیل ہیں:

۱: امام مسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کردہ حدیث میں یہ بات پہلے ذکر ہو چکی ہے، کہ:

''پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری کو تھاما اور مینڈھے کو ذبح کرنے کے لیے لٹا دیا، پھر آپ نے کہا:

"بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ."❷

''اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ! محمد، آل محمد اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبول فرمایئے۔''

امام نووی نے شرح حدیث میں تحریر کیا ہے:

---

❶ حوالۂ حدیث کے لیے ملاحظہ ہو: اس کتاب کا ص ۳۷۔

❷ حوالۂ حدیث کے لیے ملاحظہ ہو: اس کتاب کا ص ۳۶۔

"فِيهِ دَلِيلٌ لِاسْتِحْبَابِ قَوْلِ الْمُضَحِّي حَالَ الذِّبْحِ مَعَ التَّسْمِيَةِ وَالتَّكْبِيرِ: اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي." ❶

"یہ [حدیث] اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ قربانی کرنے والے کا ذبح کرتے وقت [بسم الله والله اکبر] کے ساتھ [اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي ❷] کہنا مستحب ہے۔"

۲: امام ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

"شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الْاَضْحَي فِي الْمُصَلّٰى، فَلَمَّا قَضَى خُطْبَتَهُ نَزَلَ مِنْ مِنْبَرِهِ، وَأُتِيَ بِكَبْشٍ، فَذَبَحَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ، وَقَالَ:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي." ❸

"میں (عید) الاضحیٰ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عیدگاہ حاضر ہوا، خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد آپ منبر سے اترے۔ ایک مینڈھے کو لایا گیا اور آپ نے اسے اپنے دست (مبارک سے) ذبح فرمایا اور کہا:

"بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، هٰذَا عَنِّي وَعَمَّنْ لَمْ يُضَحِّ مِنْ أُمَّتِي."

"اللہ تعالیٰ کے نام سے، اور اللہ سب سے بڑے ہیں، یہ [قربانی] میری طرف سے ہے، اور میری امت کے ہر اس شخص کی طرف سے، جس نے قربانی نہیں کی۔"

---

❶ شرح النووي ١٢٢/١٣.

❷ ترجمہ: اے اللہ! مجھ سے قبول فرمائیے۔

❸ سنن أبي داود، كتاب الضحايا، باب في الشاة يضحي بها عن جماعة، رقم الحديث ٢٨٠٧، ٣/٨۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٥٤٠/٢).

تنبیہ: بعض لوگوں کی رائے میں ذبح کرتے وقت، جس کی طرف سے قربانی کی جائے، اس کا ذکر کرنا مکروہ ہے، لیکن ان کی یہ رائے، رسول کریم ﷺ کی ثابت شدہ سنت کی مخالفت کی بنا پر، قابلِ التفات نہیں۔

(۱۷)

اونٹ کو ذبح کرنے کا طریقہ

توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں ذیل میں تین باتیں پیش کی جارہی ہیں:

۱: اونٹ کو ذبح کرنے کا قرآن وسنت سے ثابت شدہ طریقہ یہ ہے، کہ اس کو کھڑا کرکے ذبح کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ﴾ ❶

[اور قربانی کے اونٹ ہم نے تمہارے لیے اللہ تعالیٰ [کی عبادت] کے نشانات قرار دے دیے ہیں، ان میں تمہارے لیے بہتری کی بات ہے، پس انہیں کھڑے کھڑے ذبح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام یاد کرو]۔

[صواف] کی تفسیر میں امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے فرمایا: ''قِيَامًا'' [یعنی کھڑے ہونے کی حالت میں]۔ ❷

۲: علاوہ ازیں اونٹ کی بائیں ٹانگ کو باندھ لیا جائے۔ رسول کریم ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے اونٹوں کو قربانی کے وقت اسی طرح ذبح کرتے تھے۔ امام ابوداؤد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

---

❶ سورة الحج / جزء من الآية ٣٦.

❷ ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الحج، باب نحر البدنة قائمة، ٣/ ٥٥٤.

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ وَأَصْحَابَهُ كَانُوْا يَنْحَرُوْنَ الْبُدْنَةَ مَعْقُوْلَةَ الْيُسْرَى، قَائِمَةً عَلَى مَا بَقِيَ مِنْ قَوَائِمِهَا." ❶

''بے شک نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم اونٹ کو اس حالت میں ذبح کرتے تھے، کہ اس کا بایاں پاؤں بندھا ہوتا اور وہ باقی ماندہ تین پاؤں پر کھڑا ہوتا۔''

۳: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا، کہ اس نے اونٹ کو ذبح کرنے کے لیے بٹھا دیا تھا، تو آپ نے اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا اور سنت کے مطابق ذبح کرنے کا حکم دیا۔ امام بخاری اور امام مسلم نے زیاد بن جبیر سے روایت بیان کی ہے، کہ انہوں نے کہا، کہ: ''میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، کہ وہ ایک شخص کے پاس تشریف لائے، جس نے اپنی اونٹنی کو ذبح کرنے کے لیے بٹھا دیا تھا، آپ نے فرمایا:

"اِبْعَثْهَا قِيَامًا مُقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ ﷺ." ❷

''اسے کھڑا کر کے باندھ لو۔ یہی [حضرت] محمد ﷺ کی سنت ہے۔''

حافظ ابن حجر حدیث کی شرح میں تحریر کرتے ہیں ''وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اِسْتِحْبَابُ نَحْرِ الْإِبِلِ عَلَى الصِفَةِ الْمَذْكُوْرَةِ." ❸

---

❶ سنن أبي داود، كتاب المناسك، باب كيف تنحر البدن؟ رقم الحديث ۱۷٦٤، ۱۲۸/۵۔ ۱۲۹. امام نووی اور شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي ۶۹/۹؛ وصحيح سنن أبي داود ۳۳۱/۱).

❷ متفق علیہ: صحيح البخاري، كتاب الحج، باب نحر الإبل مقيدة، رقم الحديث ۱۷۱۳، ۵۵۳/۳؛ وصحيح مسلم، كتاب الحج، باب نحر البدن قياما مقيدة، رقم الحديث ۳۵۸ (۱۳۲۰)، ۹۵٦/۲. الفاظ حدیث صحیح بخاری کے ہیں۔

❸ فتح الباري ۵۵۳/۳؛ نیز ملاحظہ ہو: شرح النووي ٦۹/۹.

''یہ حدیث اونٹ کو مذکورہ بالا طریقے کے مطابق ذبح کرنے کے مستحب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔''

تنبیہ: بعض لوگوں کی رائے میں کہ اونٹ کو کھڑا کر کے یا بٹھا کر ذبح کرنے میں، فضیلت کے اعتبار سے کچھ فرق نہیں، لیکن یہ رائے قرآن وسنت کے مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں درست نہیں۔

(۱۸)

قربانی کے لیے ذبح شدہ جانور کے پیٹ کا بچہ

قربانی کی غرض سے ذبح شدہ جانور کے پیٹ سے نکلنے والے بچے کے متعلق چار باتیں ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

۱: سنتِ مطہرہ سے یہ بات ثابت ہے، کہ اگر قربانی کے ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے، تو اس کا کھانا حلال ہے، کیونکہ اس کی ماں کا ذبح کرنا، اس کے ذبح کرنے سے کفایت کرتا ہے۔ امام احمد اور امام حبان نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ذَكَاةُ الْجَنِيْنِ ذَكَاةُ أُمِّهِ." [1]

''پیٹ میں موجود بچے کا ذبح، اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے۔''

اس حدیث پر امام حبان نے درج ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

---

[1] المسند، رقم الحدیث ۱۱۳۴۳، ۴۴۲/۱۷ (ط: موسسة الرسالة)؛ والإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب الذبائح، رقم الحدیث ۵۸۸۹، ۲۰۶/۱۳-۲۰۷. شیخ شعیب ارناؤوط نے حدیث کے متعدد طرق اور شواہد کی بنا پر اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ۴۴۲/۱۱۷).

[ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ الْجَنِيْنَ إِذَا ذُكِّيَتْ أُمُّهُ حَلَّ أَكْلُهُ][1]

[اس بات کا ذکر، کہ جب پیٹ میں موجود بچے کی ماں کو ذبح کیا جائے، تو اس کا کھانا حلال ہو جاتا ہے]

۲: بعض لوگوں نے اس حدیث کی یہ تاویل کی ہے، کہ اس سے مراد یہ ہے، کہ ذبح شدہ ماں کے پیٹ سے نکلنے والے بچے کو بھی ماں کی طرح ذبح کیا جائے گا۔ ان کی رائے کے مطابق اگر ایسا بچہ مردہ ہوگا، تو اس کا کھانا حرام ہوگا، کیونکہ مردہ ہونے کے سبب اس کا ذبح کرنا ممکن نہیں۔

ان حضرات کی یہ تاویل صحیح نہیں۔ درج ذیل حدیث ان کی غلطی کا آشکارا کر دیتی ہے:

امام ابوداود نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَنْحَرُ النَّاقَةَ، وَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ [أَوِ الشَّاةَ] فَنَجِدُ فِيْ بَطْنِهَا الْجَنِيْنَ أَنُلْقِيْهِ أَمْ نَأْكُلُهُ؟"

قَالَ: "كُلُوْهُ إِنْ شِئْتُمْ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمِّهِ."[2]

"یارسول اللہ! ہم اونٹنی، گائے اور بکری [یا بکری] کو ذبح کرتے ہیں، تو اس کے پیٹ میں بچہ پاتے ہیں، کیا ہم اس کو پھینک دیں یا کھالیں؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر پسند کرو، تو اس کو کھالو، کیونکہ اس کا ذبح اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے۔"

اس حدیث میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے استفسار کی موجودگی کے بعد مذکورہ

---

[1] الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان ۲۰٦/۱۳۔

[2] سنن أبي داود، كتاب الضحايا، باب ما جاء في ذكاة الجنين، رقم الحديث ۲۸٤۲، ۱۸/۸۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ۵٤٤/۲)۔

بالا تاویل کی قطعاً گنجائش باقی نہیں رہتی۔ امام خطابی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”فِي هٰذَا الْحَدِيْثِ بَيَانُ جَوَازِ أَكْلِ الْجَنِيْنِ إِذَا ذُكِّيَتْ أُمُّه، وَإِنْ لَمْ تُجَدَّدْ لِلْجَنِيْنِ ذَكَاةٌ، وَتَأَوَّلَهُ بَعْضُ مَنْ لا يَرَى أَكْلَ الْجَنِيْنِ عَلَى مَعْنَى أَنَّ الْجَنِيْنَ يُذَكَّى كَمَا تُذَكَّى أُمُّه، فَكَأَنَّه قَالَ: "ذَكَاةُ الْجَنِيْنِ كَذَكَاةِ أُمِّه".

وَهٰـذِهِ الْقِصَّةُ تُبْطِلُ هٰذَا التَّأْوِيْلَ وَتَدْحَضُهُ، لِأَنَّ قَوْلَهُ ﷺ: "فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمِّهِ." تَـعْلِيْلٌ لِإِبَاحَتِهِ مِنْ غَيْرِ إِحْدَاثِ ذَكَاةٍ ثَانِيَةٍ، فَثَبَتَ عَلَى أَنَّه عَلَى مَعْنَى النِّيَابَةِ عَنْهَا.“❶

”اس حدیث میں ماں کے ذبح کرنے کے بعد اس کے پیٹ سے نکلنے والے بچے کو ذبح کیے بغیر کھانے کے جواز کا بیان ہے۔ بعض لوگوں نے، جو پیٹ کے بچے کے کھانے کو جائز نہیں سمجھتے، یہ تاویل کی ہے، کہ اس [حدیث] سے مراد یہ ہے، کہ بچے کو اسی طرح ذبح کیا جائے، جیسا کہ اس کی ماں کو ذبح کیا جاتا ہے۔

[لیکن] یہ واقعہ اس تاویل کی مکمل طور پر نفی کرتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اپنے ارشاد گرامی: [پس یقیناً اس (بچے) کا ذبح اس کی ماں کا ذبح کرنا ہے] میں ذبح کیے بغیر بچے کے حلال ہونے کی علّت بیان فرمائی ہے، کہ اس کی ماں کا ذبح کرنا اس کے ذبح کرنے سے کفایت کرتا ہے۔“

۳: مذکورہ بالا حدیث سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوتی ہے، کہ ذبح شدہ ماں کے پیٹ سے نکلنے والے مردہ بچے کا کھانا ضروری نہیں، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے

---

❶ منقول از: عون المعبود ۸/۱۸.

فرمایا: "كُلُوهُ إِنْ شِئْتُمْ" . [اگر چاہو تو اس کو کھالو]۔

۴: اگر ذبح شدہ ماں کے پیٹ سے نکلنے والا بچہ زندہ ہو، تو اس کا ذبح کرنا ضروری ہے، کیونکہ تب وہ ایک مستقل جان ہے۔ اس بارے میں امام احمد نے فرمایا ہے:

"إِنْ خَرَجَ حَيًّا ، فَلَا بُدَّ مِنْ ذَكَاتِهِ ، لِأَنَّه نَفْسٌ أُخْرَى ." ❶

"اگر وہ زندہ نکلے، تو اس کا ذبح کرنا ضروری ہے، کیونکہ وہ ایک مستقل جان ہے۔"

(۱۹)

قربانی کے گوشت کی تقسیم

قرآن وسنت سے قربانی کا گوشت کھانا، کھلانا، غریبوں کو دینا، ذخیرہ کرنا سب صورتیں ثابت ہیں۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ذیل میں چار دلائل پیش کیے جارہے ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ﴾ ❷

[پس قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیر کو بھی کھلاؤ]

۲: رب عزوجل نے اس بارے میں یہ بھی فرمایا:

﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ﴾ ❸

[پس ان کے گوشت سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والے اور مانگنے

---

❶ المغني ۱۳/ ۳۱۰.

❷ سورة الحج / جزء من الآية ۲۸.

❸ سورة الحج / جزء من الآية ۳٦.

والے کو (بھی) کھلاؤ]۔

۳: امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ أَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِي دَفَّتْ، فَكُلُوا، وَادَّخِرُوا، وَتَصَدَّقُوا." ❶

"میں نے تمہیں مفلوک الحال لوگوں کے آنے کی بنا پر [قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ کے لیے ذخیرہ کرنے سے] روکا تھا، پس تم [اب] کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔"

۴: امام بخاری نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"كُلُوا، وَأَطْعِمُوا، وَادَّخِرُوا." ❷

"کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو۔"

مذکورہ بالا آیات واحادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے، کہ قربانی کے گوشت کا کھانا، کھلانا، ذخیرہ کرنا اور غریبوں کو دینا، سب صورتیں درست اور صحیح ہیں۔ اس موقع پر حضرات مفسرین اور محدثین نے دو سوال اٹھائے۔ ان میں سے پہلا سوال یہ ہے، کہ آیا قربانی کرنے والے پر اپنی قربانی کا گوشت کھانا واجب ہے؟

ا: امام ابن حزم کی رائے میں قربانی کرنے والے پر اپنی قربانی کا گوشت کھانا

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث في أول الإسلام، وبيان نسخه وإباحته إلى متى شاء، جزء من رقم الحديث ٢٨۔ (١٩٧١)، ١٥٦١/٣۔

❷ صحيح بخاري، كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي، وما يتزوّد منها، جزء من رقم الحديث ٥٥٦٩، ٢٤/١٠۔

فرض ہے، خواہ وہ ایک لقمہ ہی تناول کرے، اسی طرح اس پر اس گوشت میں سے غریبوں اور محتاجوں کو دینا فرض ہے، خواہ تھوڑا دے یا زیادہ۔ ❶

ب: جمہور علمائے امت کے نزدیک قربانی کرنے والے کے لیے قربانی کے گوشت میں سے تناول کرنا جائز اور مستحب ہے۔

حافظ ابن جوزی نے ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَ أَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيرَ﴾ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے:

''یہ حکم اباحت کے لیے ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنی قربانیوں کے گوشت کو کھانا ناجائز سمجھتے تھے، تو اللہ عزوجل نے انہیں آگاہ فرمایا، کہ ان کے گوشت کا کھانا جائز ہے۔'' ❷

امام قرطبی ﴿فَكُلُوا مِنْهَا﴾ کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''جمہور کے نزدیک صیغہ امر سے مقصود (قربانی کے گوشت سے کھانے کی) ترغیب ہے اور یہ بات مستحب ہے، کہ قربانی کرنے والا شخص اپنے حج اور عید الاضحیٰ کی قربانی سے کھائے۔'' ❸

حافظ ابن کثیر نے بھی یہی بات تحریر کی ہے ❹ اور...... واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب...... یہی بات درست معلوم ہوتی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے، کہ قربانی کے گوشت کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

ا: امام شافعی کی رائے میں مستحب یہ ہے، کہ تین حصوں میں برابر تقسیم کیا جائے: ایک تہائی خود کھائے، ایک تہائی صدقہ کرے اور ایک تہائی دوسروں کو

❶ ملاحظہ ہو: المحلّى، مسألة ۹۸۵، ۸/ ٥٤.

❷ زاد المسير ٥/ ٤٢٦.

❸ تفسير القرطبي ١٢/ ٤٤.

❹ ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير ٣/ ٢٤٠.

کھلائے۔❶ اس رائے کی تائید میں آیت کریمہ ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَ الْمُعْتَرَّ﴾❷ [پس ان کے گوشت سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والے اور مانگنے والے کو (بھی) کھلاؤ]، اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد گرامی [كُلُوْا، وَأَطْعِمُوْا، وَادَّخِرُوْا❸] [کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو] سے استدلال کیا گیا ہے۔

ب: بعض علماء کی رائے میں مستحب یہ ہے، کہ آدھا گوشت کھایا جائے اور آدھا دوسروں کو کھلایا جائے۔❹ اس رائے کی تائید میں آیت ﴿فَكُلُوا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ﴾ [پس قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ اور بھوکے فقیر کو بھی کھلاؤ] سے استدلال کیا گیا ہے۔

ج: بعض علماء کی رائے میں گوشت کی تقسیم میں اس قسم کی کوئی پابندی نہیں۔ اور اس رائے کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے، جس کو امام مسلم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْأَضَاحِيْ فَوْقَ ثَلَاثٍ، فَأَمْسِكُوْا مَا بَدَا لَكُمْ."❺

"میں نے تین دن سے زیادہ قربانیوں کے گوشت [کے کھانے] سے روکا

---

❶ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۰/ ۲۷.

❷ سورة الحج / جزء من الآية ۳۶.

❸ حدیث کی تخریج ص ۷۳ میں ملاحظہ کیجیے۔

❹ ملاحظہ ہو: فتح الباري ۱۰/ ۲۷.

❺ صحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي......، جزء من رقم الحديث ۳۷-(۱۹۷۷)، ۳/ ۱۵۶۳-۱۵۶۴.

تھا، پس [اب] تم جتنا چاہو [اس میں سے اپنے] کھانے کے لیے روک [یعنی ذخیرہ کر] لو۔‘‘

اور جامع الترمذی میں ہے:

’’فَكُلُوْا مَا بَدَالَكُمْ، وَأَطْعِمُوْا، وَادَّخِرُوْا.‘‘ ❶

’’پس تم [اس میں سے] جتنا چاہو، خود کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرلو۔‘‘

اس حدیث سے واضح طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ تقسیم میں ایک تہائی، یا نصف کھانے کی کوئی پابندی نہیں۔ امام شوکانی نے تحریر کیا ہے: ’’اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے، کہ کھانے والے گوشت کی مقدار متعین نہیں۔ قربانی کرنے والا شخص جس قدر چاہے، اس میں سے کھائے، خواہ وہ مقدار زیادہ ہو، البتہ اس بات کا خیال رکھے، کہ اس قدر تناول نہ کرے، کہ [أَطْعِمُوْا] [کھلاؤ] والی بات ہی ختم ہو جائے۔‘‘ ❷

یہی رائے ...... واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب ...... درست معلوم ہوتی ہے، کیونکہ آنحضرت ﷺ نے واضح طور پر فرمایا ہے، کہ جتنا چاہو کھاؤ۔ علاوہ ازیں تین یا دو برابر حصوں میں تقسیم کرنے کی تائید میں جن آیات یا احادیث سے استدلال کیا گیا ہے، ان میں یہ بات نہیں، کہ برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

(۲۰)

قربانی کے گوشت کا ذخیرہ کرنا

توفیقِ الٰہی سے اس موضوع کے متعلق تین باتیں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

---

❶ جامع الترمذي، أبواب الأضاحي، باب في الرخصة في أكلها بعد ثلاث، جزء من رقم الحديث ۱۵۴٦، ۵/ ۸۲۔۸۳. شیخ البانی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي ۲/ ۹۲).

❷ نیل الأوطار ۵/ ۲۲.

۱: جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے، کہ قربانی کے گوشت کا کھانا، صدقہ کرنا اور اس کا ذخیرہ کرنا سب جائز اور درست ہے، البتہ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے مفلوک الحال بدوی لوگوں کے مدینہ طیبہ آنے پر تین دن سے زیادہ کے لیے قربانی کے گوشت کے ذخیرہ کرنے سے منع فرمادیا، لیکن پھر اس کے دوسرے سال ذخیرہ کرنے کی اجازت دے دی۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ ضَحّٰی مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ، وَبَقِيَ فِيْ بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ."

"تم میں سے جو قربانی کرے، تو تیسرے دن کے بعد اس کے گھر میں گوشت سے کچھ باقی نہ رہے۔"

اگلے سال لوگوں نے عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! نَفْعَلُ كَمَا فَعَلْنَا فِي الْعَامِ الْمَاضِي."

"یارسول اللہ! کیا امسال گزشتہ سال کی طرح کریں؟"

آپ ﷺ نے فرمایا:

"كُلُوْا، وَأَطْعِمُوْا، وَادَّخِرُوْا، فَإِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُّ أَنْ تُعِيْنُوْا فِيْهَا."[1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي، وما يتزود منها، رقم الحديث ٥٥٦٩، ١٠/ ٢٤؛ وصحيح مسلم، كتاب الأضاحي، باب ما كان من النهي عن أكل لحوم الأضاحي بعد ثلاث في أول الإسلام، وبيان نسخه وإباحته إلى ما شاء، رقم الحديث ٣٤ـ (١٩٧٤)، ٣/ ١٥٦٣. الفاظ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

''کھاؤ، کھلاؤ اور ذخیرہ کرو، گزشتہ سال لوگ تنگی میں تھے، تو میں نے چاہا، کہ تم ان کی اعانت کرو۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے، جس کو امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، کہ انہوں نے کہا، کہ:

''نبی کریم ﷺ کے زمانے میں کچھ بدوی کنبے عید الاضحیٰ کے موقع پر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اِدَّخِرُوْا ثَلَاثًا، ثُمَّ تَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِيَ."

''تین دن کے لیے جمع کرو اور باقی خیرات کرو۔''

اس کے بعد لوگوں نے کہا:

"یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! إِنَّ النَّاسَ یَتَّخِذُوْنَ الْأَسْقِیَةَ مِنْ ضَحَایَاھُمْ، وَیَحْمِلُوْنَ مِنْھَا الْوَدَكَ."

''یا رسول اللہ! لوگ اپنی قربانیوں سے مشکیں بناتے ہیں اور ان کی چربی کو پگھلا لیتے ہیں۔''

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "وَمَا ذَاكَ؟"

''تمہارا مقصود کیا ہے؟''

انہوں نے عرض کی:

"نَھَیْتَ أَنْ تُؤْکَلَ لُحُوْمُ الضَّحَایَا بَعْدَ ثَلَاثٍ."

''آپ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمادیا ہوا ہے۔''

آپ نے فرمایا:

"إِنَّمَا نَھَیْتُکُمْ مِّنْ أَجْلِ الدَّافَّةِ الَّتِیْ دَفَّتْ. فَکُلُوْا وَادَّخِرُوْا

وَتَصَدَّقُوْا.‘‘ ❶

’’میں نے تو غریبوں کے آنے کی وجہ سے تمہیں منع کیا تھا۔ [اب] تم کھاؤ، ذخیرہ کرو اور صدقہ کرو۔‘‘

۲: مسند احمد کی ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

’’إِنِّیْ کُنْتُ اَمَرْتُکُمْ أَنْ لَا تَأْکُلُوْا الْأَضَاحِيِ، فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَیَّامٍ لِتَسَعَکُمْ، وَإِنِّیْ أُحِلُّهُ لَکُمْ، فَکُلُوْا مِنْهُ مَا شِئْتُمْ.‘‘ ❷

’’میں نے تمہیں حکم دیا تھا، کہ تین دن سے زیادہ قربانیوں کا گوشت نہ کھاؤ، تاکہ وہ [ان کا گوشت] سب لوگوں تک پہنچ جائے اور میں اب تمہارے لیے یہ جائز قرار دیتا ہوں، کہ جب تک چاہو، ان کا گوشت کھاؤ۔‘‘

علاوہ ازیں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سال تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا اور اس کے دوسرے سال اس کی اجازت دے دی۔ اس طرح یہ ممانعت نو ہجری میں دی گئی اور اجازت دس ہجری میں دی گئی، کیونکہ حجۃ الوداع دس ہجری میں ادا کیا گیا۔ ❸

۳: یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اب بھی تنگی اور قحط سالی کے حالات پیدا ہوں، تو کیا لوگوں کو تین دن سے زیادہ اپنی قربانیوں کا گوشت کھانے سے منع کرنا جائز ہوگا؟

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الأضاحي، باب بیان ما کان من النهي من أکل لحوم الأضاحي بعد ثلاث في أول الإسلام، وبیان نسخه، وإباحته إلی متی شاء، جزء من رقم الحدیث ۲۸۔ (۱۹۷۱)، ۳/۱۵۶۱.

❷ منقول از فتح الباري ۱۰/۲۵.

❸ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ۱۰/۲۵۔۲۶.

امام شافعی نے اس بارے میں تحریر کیا ہے: ''اگر غریب اور محتاج لوگ آ جائیں، تو تین دن کے بعد قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنے کی ممانعت ہوگی اور اگر ایسی صورت حال نہ ہو، تو قربانیوں کا گوشت کھانے، ذخیرہ کرنے اور صدقہ کرنے کی اجازت ہوگی۔''

انہوں نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے: ''اس بات کا بھی احتمال ہے، کہ تین دن کے بعد قربانیوں کے گوشت کو ذخیرہ کرنے کی ممانعت ہر حالت میں منسوخ ہو۔'' [1]

امام ابن حزم کی رائے میں تنگی یا مفلوک الحال لوگوں کی آمد کے موقع پر تین دن کے بعد قربانیوں کا گوشت ذخیرہ کرنے کی ممانعت ہوگی۔ انہوں نے اپنی رائے کی تائید میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبہ کو پیش کیا ہے، جس میں انہوں نے مدینہ طیبہ میں تنگی کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا، امام بخاری نے ابوعبید سے روایت کی ہے، کہ ''میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ [عید الاضحیٰ کے موقع پر] حاضر ہوا۔ انہوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔ پھر لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا:

"إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ نَهَاكُمْ أَنْ تَأْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ." [2]

''یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع فرمایا۔''

---

[1] منقول از: المرجع السابق ۱۰/ ۲۸.

[2] صحيح البخاري، كتاب الأضاحي، باب ما يؤكل من لحوم الأضاحي، وما يتزود منها، رقم الحديث ۵۵۷۳، ۱۰/ ۲۴.

امام ابن حزم تحریر کرتے ہیں، کہ: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے موقع پر بہت سے بدوی لوگ فتنہ کے پیش نظر مدینہ آ گئے اور وہاں تنگی کے حالات پیدا ہو گئے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا خطبہ میں لوگوں کو اسی بات کا حکم دیا، جس کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگی کے زمانہ اور مفلوک الحال لوگوں کے مدینہ طیبہ آنے کے موقع پر دیا تھا۔ ❶

اور شاید کہ...... واللہ تعالیٰ أعلم بالصواب...... یہی رائے درست ہو، کہ عام حالات میں مسلمان قربانی کا گوشت جب تک چاہیں کھاتے رہیں، لیکن تنگی اور عسرت کے زمانے میں تین دن سے زیادہ نہ کھائیں، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک یہ گوشت پہنچ سکے۔

(۲۱)

قصاب کو قربانی میں سے بطور اجرت کچھ نہ دیا جائے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور کی کوئی چیز بھی بطور اجرت قصاب کو دینے سے منع فرمایا ہے۔ امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا ہے، کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقُوْمَ عَلَى بُدْنِهِ، وَأَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا، لُحُوْمَهَا وَجُلُوْدَهَا وَجِلَالَهَا، وَلَا يُعْطِيْ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا." ❷

---

❶ ملاحظہ ہو: المحلّی، مسألة ۹۸٤، ۸/۵۸.

❷ متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب الحج، باب یتصدق بجلود الهدي، رقم الحدیث ۱۷۱۷، ۳/۵۵٦؛ وصحیح مسلم، کتاب الحج، باب في الصدقة بلحوم الهدي وجلودها وجلالها، رقم الحدیث ۳٤۹۔ (۱۳۱۷)، ۲/۹۵٤۔ الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

''یقیناً نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کی قربانی کے اونٹوں [کے ذبح کرنے] اور ان کے گوشت کی تقسیم کرنے کی نگرانی کریں۔ اور ان کے گوشت، کھالیں اور جھولیں سب کچھ تقسیم کر دیں اور ذبح وغیرہ کرنے کے عوض میں [قصاب کو] اس میں سے کچھ نہ دیں۔''

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا قصاب کو اجرت سے الگ قربانی کے جانور میں سے کچھ دینا جائز ہے؟

امام ابن خزیمہ اس بارے میں فرماتے ہیں:

"إِذَا أَعْطَى أُجْرَتَه كَامِلَةً ، ثُمَّ تَصَدَّقَ عَلَيْهِ ، إِذَا كَانَ فَقِيْرًا ، كَمَا يَتَصَدَّقُ عَلَى الْفُقَرَاءِ فَلَا بَأْسَ بِذٰلِكَ ."[1]

''قصاب کو پوری اجرت دینے کے بعد، اگر اس کی غربت کے پیش نظر، دیگر مسکینوں کی طرح قربانی کے جانور میں سے کچھ دیا جائے، تو کچھ حرج نہیں۔''

تنبیہ: البتہ اس بات کا اہتمام کیا جائے، کہ اس بنا پر قصاب اپنی اجرت میں کمی یا رعایت نہ کرے، اگر ایسا خدشہ ہو، تو سلامتی اسی بات میں ہے، کہ اس کو قربانی میں سے کچھ بھی نہ دیا جائے۔

(۲۲)

جن جانوروں کی قربانی درست نہیں

مسلمان کو چاہیے، کہ ایسا جانور قربانی کے لیے خریدے، جو صحت مند، چاق

[1] منقول: از فتح الباري ۶/۳ ۵۵. امام بغوی نے بھی یہی بات بیان فرمائی ہے۔ (ملاحظہ ہو: شرح السنة ۱۸۸/۷).

چوبند، اور حتی الامکان خالی از عیوب ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ان عیوب کی نشاندہی فرمائی ہے، جن میں سے کسی ایک عیب کی ہونا جانور کو قربانی کے لیے نا اہل ٹھہرائے جانے کا سبب ہوگا۔ ذیل میں اس بارے میں دو حدیثیں پیش کی جارہی ہیں:

ا: حضرات ائمہ احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ: ''رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے، اور میری انگلیاں، آپ کی انگلیوں سے کوتاہ، اور میری پوریں آپ کی پوروں سے چھوٹی ہیں، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''أَرْبَعٌ لَا تَجُوزُ فِي الْأَضَاحِي: اَلْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا، وَالْمَرِيضَةُ بَيِّنٌ مَرَضُهَا، وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا، وَالْكَسِيرُ الَّتِي لَا تَنْقِي.''

[چار قسم کے جانور قربانی میں جائز نہیں، یک چشم جس کا یک چشم ہونا بالکل صاف طور پر معلوم ہو، بیمار جس کی بیماری واضح ہو، لنگڑا جس کا لنگڑا پن نمایاں ہو اور ایسا بوڑھا، کہ اس ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو]۔

اس [عبید بن فیروز [1]] نے کہا: میں نے کہا: ''میں [قربانی کے جانور کے] دانت میں نقص کو ناپسند کرتا ہوں۔''

انہوں [براء بن عازب رضی اللہ عنہما] نے جواب دیا: ''جو تمہیں ناپسند ہے، اس کو چھوڑ دو [یعنی اس کی قربانی نہ کرو]، لیکن [اپنی ناپسند کے سبب] دوسروں پر اس جانور کی قربانی کو حرام قرار نہ دو۔'' [2]

---

[1] ملاحظہ ہو: المسند ٤/ ٣٠٠.

[2] المسند ٤/ ٣٠٠ (ط: المكتب الإسلامي)؛ سنن أبي داود، كتاب الضحايا، باب ما يكره من الضحايا، رقم الحديث ٢٧٩٩، ٧/ ٣٥٧-٣٥٨؛ وجامع الترمذي، أبواب الأضاحي، باب ما لا يجوز من الأضاحي، رقم الحديث ١٥٣٠، ٥/ ٦٧؛ وسنن النسائي، كتاب ⇐

امام نووی نے تحریر کیا ہے:

"وَأَجْمَعُوْا أَنَّ الْعُيُوْبَ الْمَذْكُوْرَةَ فِي حَدِيْثِ الْبَرَاءِ رضی اللہ عنہ لَا تُجْزِيءُ التَّضْحِيَةُ بِهَا، وَكَذَا مَا كَانَ فِي مَعْنَاهَا، أَوْ أَقْبَحُ مِنْهَا كَالْعَمْيِ وَقَطْعِ الرِّجْلِ وَشِبْهِهِ." ❶

"اس بات پر اجماع ہے، کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکورہ چار عیوب والے جانوروں کی قربانی جائز نہیں۔ ان عیوب سے مشابہ یا ان سے بھی سنگین عیب والے جانور کی قربانی بھی درست نہیں، جیسے جانور کا مکمل اندھا ہونا اور اس کی ٹانگ کا اور اس کی مثل کسی (اور عضو) کا کٹا ہونا۔"

امام خطابی رقم طراز ہیں:

"وَفِيْهِ دَلِيْلٌ عَلَى أَنَّ الْعَيْبَ الْخَفِيْفَ فِي الضَّحَايَا مَعْفُوٌّ عَنْهُ: أَلَا تَرَاهُ يَقُوْلُ: "بَيِّنٌ عَوَرُهَا"، "وَبَيِّنٌ مَرَضُهَا"، وَبَيِّنٌ ظَلْعُهَا"، فَالْقَلِيْلُ مِنْهُ غَيْرُ بَيِّنٍ، فَكَانَ مَعْفُوًّا عَنْهُ." ❷

"یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ قربانی کے جانوروں میں معمولی عیب کی معافی ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا یک چشم ہونا صاف طور پر معلوم ہو رہا ہو، اس کی بیماری واضح ہو، اس کا لنگڑا پن نمایاں ہوا، اور جو عیب معمولی ہوگا، وہ واضح اور نمایاں نہ

⇐ الضحايا، العرجاء ۷/ ۲۱۵؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الأضاحي، ما يكره أن يضحى به، رقم الحديث ۳۱۸۲، ۲/ ۲۰۷. الفاظ حدیث سنن ابی داود کے ہیں۔ امام ترمذی نے اسے [حسن صحیح]؛ امام نووی اور شیخ البانی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ۵/ ۶۸؛ والمجموع ۸/ ۲۹۹؛ وصحيح سنن أبي داود ۲/ ۵۳۹؛ وصحيح سنن ابن ماجه ۲/ ۲۰۲).

❶ منقول از: تحفة الأحوذي ۵/ ۶۸.

❷ معالم السنن ۲/ ۲۳۰.

ہوگا اور اس کی معافی ہوگی۔"

۲: حضرات ائمہ احمد، ابوداود، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ:

"أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْأُذُنَ، وَأَنْ لَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ، وَلَا مُقَابَلَةٍ، وَلَا مُدَابَرَةٍ، وَلَا شَرْقَاءَ، وَلَا خَرْقَاءَ." [1]

"ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا، کہ ہم [قربانی والے جانور کی] آنکھوں اور کانوں کی اچھی طرح پڑتال کرلیا کریں اور وہ جانور ذبح نہ کریں، جو یک چشم ہو، یا جس کے کان آگے سے، یا پیچھے سے کٹ کر لٹک گئے ہوں، یا جس کے کان لمبائی میں کٹے ہوں یا عرض میں [یا جس کے کانوں میں سوراخ ہو]۔"

مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ درج ذیل عیوب والے جانوروں کی قربانی کرنا درست نہیں۔

۱: یک چشم، جس کا یک چشم ہونا صاف طور پر معلوم ہو۔

۲: بیمار، جس کی بیماری واضح ہو۔

۳: لنگڑا، جس کا لنگڑا پن نمایاں ہو۔

۴: بوڑھا، جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو۔

---

[1] المسند، جزء من رقم الحديث ١٢٧٤، ٢/ ٣١٥. حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: "احمد اور چاروں [ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ] نے اسے روایت کیا ہے اور ترمذی اور ابن حبان نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔" (بلوغ المرام ص ٢٨١) ؛ شیخ احمد شاکر نے بھی اس کی سند کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٢/ ٣١٥).

۵: جس کے کان آگے سے کٹ کر لٹک گئے ہوں۔

۶: جس کے کان پیچھے سے کٹ کر لٹک گئے ہوں۔

۷: جس کے کان لمبائی میں کٹے ہوں۔

۸: جس کے کان عرض میں کٹے ہوں [یا جس کے کانوں میں سوراخ ہو]

اور جن جانوروں میں ان عیوب سے بڑا عیب ہوگا، ان کی قربانی دینا بھی درست نہ ہوگا۔

عشرہ ذوالحجہ

کے فضائل واعمال

اللہ رب العزت ہر چیز کے تنہا خالق اور منفرد مالک ہیں، اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتے ہیں، دوسروں پر فضیلت عطا فرماتے ہیں۔ بعض انسانوں کو دوسرے سے اعلیٰ ٹھہرایا، بعض مقامات کو دوسری جگہوں سے افضل قرار دیا اور بعض زمانوں اور اوقات کو دوسرے زمانوں اور اوقات پر فوقیت اور برتری عطا فرمائی۔

اسی سنت الٰہیہ کا ایک مظہر یہ ہے، کہ اللہ مالک الملک نے ماہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس دنوں کو سارے سال کے دوسرے دنوں کے مقابلے میں اعلیٰ، افضل، بالا اور برتر قرار دیا۔ ذیل میں توفیقِ الٰہی سے ان دنوں کے متعلق تین پہلوؤں سے گفتگو کی جارہی ہے:

ا: عشرہ ذوالحجہ کے فضائل

ب: عشرہ ذوالحجہ کے اعمال

ج: عشرہ ذوالحجہ میں اعمال حج

(ا)

عشرہ ذوالحجہ کے فضائل

قرآن وسنت میں ان دس دنوں کی شان وعظمت کے متعدد دلائل وشواہد ہیں۔ مولائے کریم کی توفیق سے ان میں سے چھ دلیلیں ذیل میں پیش کی جارہی ہیں:

ا: سورۃ الفجر میں ہے:

﴿وَالْفَجْرِ. وَلَيَالٍ عَشْرٍ﴾ [1]

[قسم ہے فجر اور دس راتوں کی]۔

امام بغوی نے تحریر کیا ہے، کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، کہ ﴿وَلَيَالٍ

---

[1] سورۃ الفجر / الآیتان ۱۔۲۔

عَشْرٍ﴾ سے مراد ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں اور یہی قول مجاہد، قتادہ، ضحاک، سدی اور کلبی کا ہے۔ ❶

اور بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ کا ان دنوں کی قسم کھانا ان کی شان وعظمت پر دلالت کرتا ہے۔

۲: ان دس دنوں کے ساتھ حج کے مہینوں کا اختتام ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾ ❷

[حج کے مہینے معلوم ہیں]۔

حافظ ابن رجب نے لکھا ہے: ''ذوالحجہ کے دس دنوں کے فضائل میں سے ایک بات یہ بھی ہے، کہ وہ معلوم مہینوں کا آخری حصہ ہیں اور وہ مہینے حج کے ہیں، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ﴾ ''اور وہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔'' ❸

۳: اللہ تعالیٰ نے ان دس دنوں میں اپنے ذکر کرنے کا خصوصی طور پر تذکرہ فرمایا۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ﴾ ❹

[اور معلوم دنوں میں اللہ تعالیٰ کا نام یاد کریں]

امام بخاری نے ذکر کیا ہے، کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا، کہ ان معلوم دنوں سے مراد عشرہ ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ ❺

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر البغوي ٤/ ٤٨١؛ نیز ملاحظہ ہو: زاد المسیر ٩/ ١٠٣.

❷ سورة البقرة / جزء من الآية ١٩٧.

❸ لطائف المعارف فيما لمواسم العام من الوظائف ص ٤٧١.

❹ سورة الحج / جزء من الآية ٢٨.

❺ ملاحظہ ہو: صحیح البخاري، كتاب العيدين، باب فضل العمل في أيام التشريق، ٢/ ٤٥٧.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضرات ائمہ حسن، عطا، عکرمہ، مجاہد، قتادہ اور شافعی نے بھی اس آیت کریمہ کی یہی تفسیر بیان کی ہے۔ ❶

ذکرِ الٰہی تو ہر روز بندوں پر لازم ہے، لیکن مولائے کریم کا اپنی یاد کے لیے کچھ دنوں کا خصوصی طور پر ذکر فرمانا، یقیناً ان دنوں کی رفعت اور عظمت کو اجاگر کرتا ہے۔

۴: ان دس دنوں میں کیا جانے والا اچھا کام اللہ تعالیٰ کو سال کے باقی دنوں میں کیے ہوئے نیک اعمال سے زیادہ پیارا ہے۔ حضرات ائمہ ابوداود، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے، کہ انہوں نے کہا، کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَا مِنْ أَيَّامٍ الْعَمَلُ الصَّالِحُ فِيهَا أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ.''

قَالُوْا: ''يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ؟''

قَالَ: ''وَلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ.''

قَالَ: ''إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَلَمْ يَرْجِعْ مِنْ ذٰلِكَ بِشَيْءٍ.'' ❷

''کسی بھی دن میں [کیا ہوا] اچھا کام اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں میں [کیے جانے والے نیک] عمل سے زیادہ پیارا نہیں۔''

---

❶ ملاحظہ ہو: زاد المسير ٥/٤٢٥.

❷ سنن أبي داود، كتاب الصيام، باب في صوم العشر، رقم الحديث ٢٤٣٤، ٧/٧٤؛ وجامع الترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في العمل في أيام العشر، ٢/١٥٨. (ط: دارالكتاب العربي)؛ وسنن ابن ماجه، أبواب ما جاء في الصيام، باب صيام العشر، رقم الحديث (١٧٣١، ١/٣١٧. الفاظِ حدیث سنن ابی داود کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ٢/٤٦٢؛ وصحيح سنن الترمذي ١/٢٢٩؛ وصحيح سنن ابن ماجه ١/٢٨٩).

انہوں [صحابہ] نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! (دوسرے دنوں میں کیا ہوا) جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''(دوسرے دنوں میں کیا ہوا) جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، مگر وہ شخص جو اپنی جان و مال کے ساتھ [راہ جہاد میں] نکلے اور کچھ واپس لے کر نہ آئے۔ [یعنی اپنی جان و مال اسی راہ میں قربان کر دے]۔''

حافظ ابن رجب نے اس کی شرح میں تحریر کیا ہے: ''جب ان دس دنوں میں کیا ہوا اچھا کام بارگاہ الٰہی میں سال کے باقی سارے دنوں میں کیے ہوئے نیک اعمال سے زیادہ فضیلت والا اور محبوب ہے، تو ان دنوں کی کم درجہ کی نیکی، دوسرے دنوں کی بلند درجہ والی نیکی سے افضل ہوگی، اسی لیے جب حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا، کہ کیا سال کے بقیہ دنوں میں کیا ہوا جہاد بھی دربارِ رب العالمین میں ان دنوں کے عمل سے زیادہ عظمت والا اور عزیز نہیں؟، تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''نہیں''۔ [1]

حافظ ابن حجر نے عشرہ ذوالحجہ کی فضیلت کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"وَالَّذِي يَظْهَرُ أَنَّ السَّبَبَ فِي اِمْتِيَازِ عَشْرِ ذِي الْحَجَّةِ لِمَكَانِ اجْتِمَاعِ أُمَّهَاتِ الْعِبَادَةِ فِيهِ، وَهِيَ الصَّلَاةُ، وَالصِّيَامُ، وَالصَّدَقَةُ، وَالْحَجُّ، وَلَا يَتَأَتَّى ذٰلِكَ فِي غَيْرِهِ." [2]

''عشرہ ذوالحجہ کی امتیازی شان کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے، کہ ان دنوں میں بنیادی عبادات، جو کہ نماز، روزہ، صدقہ اور حج ہیں، وہ سب اکٹھی ہوجاتی ہیں اور وہ ان کے علاوہ کسی اور دن میں جمع نہیں ہوتیں۔''

---

[1] لطائف المعارف ٤٥٨-٤٥٩. [2] فتح الباري ٢/ ٤٦٠.

۵: عشرہ ذوالحجہ کے فضائل میں سے ایک بات یہ بھی ہے، کہ ان میں سے نواں دن یوم عرفہ ہے اور یہ وہی دن ہے، جس میں اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو مکمل فرمایا اور اہل اسلام پر اپنی نعمت کو پورا فرمایا۔

امام بخاری نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ ایک یہودی شخص نے ان سے کہا:

"يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! آيَةٌ فِي كِتَابِكُمْ تَقْرَؤُوْنَهَا، لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا."

''اے امیر المومنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے، جس کو تم پڑھتے ہو، اگر ہم یہودیوں پر وہ نازل ہوتی، تو ہم اس کے یومِ نزول کو عید بنا لیتے۔''

انہوں نے دریافت کیا: "أَيُّ آيَةٍ؟"

''کون سی آیت؟''

اس نے کہا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [1]

[آج کے دن میں نے تمہارے لیے، تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطورِ دین پسند کر لیا]۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ قَائِمٌ بِعَرَفَةَ، يَوْمَ جُمُعَةٍ." [2]

---

[1] سورة المائدة / جزء من الآية ٣.

[2] صحيح البخاري، كتاب الإيمان، باب زيادة الإيمان ونقصانه، رقم الحديث ٤٥، ١/ ١٠٥.

''جس دن اور جس جگہ نبی کریم ﷺ پر وہ [آیت] نازل ہوئی، ہم اس سے آگاہ ہیں۔ جمعہ کا دن تھا اور آپ عرفات میں کھڑے تھے۔''

اور یہ وہ عظیم دن ہے، کہ اس میں اللہ تعالیٰ سال کے سارے دنوں میں سے ہر دن کے مقابلے میں زیادہ تعداد میں لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزادی عطا فرماتے ہیں۔ امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا، کہ ''یقیناً رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَا مِنْ يَوْمٍ أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يُعْتِقَ اللّٰهُ فِيهِ عَبْدًا مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ.''[1]

''کوئی دن ایسا نہیں، کہ اس میں اللہ تعالیٰ عرفات کے دن سے زیادہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کرتے ہوں۔''

۶: عشرہ ذوالحجہ کے فضائل میں سے ایک بات یہ بھی ہے، کہ اس کا آخری اور دسواں دن ''یوم النحر'' [قربانی کا دن] ہے، جس کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''أَفْضَلُ الْأَيَّامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمُ الْقَرِّ.''[2]

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الحج، باب في فضل الحج والعمرة ويوم عرفة، جزء من رقم الحديث ٤٣٦۔ (١٣٤٨)، ٢/ ٩٨٣.

[2] المسند ٤/ ٣٥٠ (ط: المكتب الاسلامى)؛ والإحسان إلى تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الصلاة، باب العيدين، ذكر البيان بأن من أفضل الأيام يوم النحر وتاليه، رقم الحديث ٢٨١١، ٧/ ٥١؛ والمستدرك ٤/ ٢٢١، عن عبد الله بن قرط رضی اللہ عنہ. امام حاکم نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے ان سے موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك ٤/ ٢٢١؛ والتلخيص ٤/ ٢٢١). شیخ شعیب ارناؤوط نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الإحسان ٧/ ٥١).

''بارگاہِ الٰہی میں سب سے فضیلت والے دن یوم النحر اور یوم القر ❶ ہیں۔''

(ب)

عشرہ ذوالحجہ کے اعمال

رب رحمٰن ورحیم کی طرف سے عشرہ ذوالحجہ اہل ایمان کے لیے اجر وثواب حاصل کرنے کا عظیم الشان اور سنہری موقع ہے، کہ ان دنوں کی معمولی درجہ کی نیکی بھی دوسرے دنوں کی اعلیٰ درجہ کی نیکیوں سے افضل ہے۔ اس لیے اللہ والے ان دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کے زادِ آخرت جمع کرنے کی شدید جدوجہد کرتے تھے۔ امام دارمی نے حضرت سعید بن جبیر کے متعلق نقل کیا ہے:

''كَانَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ إِذَا دَخَلَ أَيَّامُ الْعَشْرِ اِجْتَهَدَ اِجْتِهَادًا حَتّٰى مَا يَكَادُ يَقْدِرُ عَلَيْهِ.'' ❷

''جب عشرہ [ذوالحجہ] داخل ہوجاتا، تو سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ تا حد استطاعت شدید عبادت کرتے۔''

ان ایام میں کچھ اعمال کرنے کا احادیث شریفہ میں خصوصی طور پر ذکر آیا ہے اور وہ اعمال درج ذیل ہیں:

ا: کثرت سے تہلیل، تکبیر اور تحمید کہنا:

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

❶ گیارہ ذوالحجہ کو ''یوم القر'' کہتے ہیں، کہ حجاج اس دن منیٰ میں ٹھہرتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة ''قرر''، ٤/ ٣٧).

❷ سنن الدارمي، باب فضل العمل في العشر، جزء من الرواية ١٧٨١، ١/ ٣٥٧.

"مَا مِنْ أَيَّامٍ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ وَلَا أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ فِيْهِنَّ، مِنْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ الْعَشْرِ، فَأَكْثِرُوْا فِيْهِنَّ مِنَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّكْبِيْرِ وَالتَّحْمِيْدِ." ❶

"کوئی دن بارگاہِ الٰہی میں ان دس دنوں سے زیادہ عظمت والا نہیں اور نہ ہی کسی دن کا [اچھا] عمل اللہ تعالیٰ کو ان دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب ہے، پس تم ان دس دنوں میں کثرت سے [لا إلٰه الا اللّٰه]، [اللّٰه اکبر] اور [الحمد للّٰه] کہو۔"

سلف صالحین اس بات کا بہت اہتمام کرتے۔ امام بخاری نے بیان کیا ہے:

"وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ وَأَبُوْهُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہما يَخْرُجَانِ إِلَى السُّوْقِ فِي أَيَّامِ الْعَشْرِ يُكَبِّرَانِ، وَيُكَبِّرُ النَّاسُ بِتَكْبِيْرِهِمَا، وَكَبَّرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالَى خَلْفَ النَّافِلَةِ." ❷

"ان دس دنوں میں ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم تکبیر پکارتے ہوئے بازار نکلتے، اور لوگ بھی ان کے ساتھ تکبیر کہنا شروع کردیتے اور محمد بن علی رحمہ اللہ ❸ نفلی نماز کے بعد تکبیر کہتے۔"

۲: نو ذوالحجہ کا روزہ رکھنا:

امام مسلم نے حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"سُئِلَ ﷺ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ؟

---

❶ المسند، رقم الحديث ٥٤٤٦، ٧/ ٢٢٤۔ شیخ احمد شاکر نے اس کی سند کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند ٧/ ٢٢٤).

❷ صحيح البخاري، كتاب العيدين، باب فضل العمل في أيام التشريق، ٢/ ٤٥٧.

❸ (محمد بن علی رحمہما اللہ تعالیٰ): ان سے مراد حضرت ابوجعفر رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري ٢/ ٤٥٨).

فَقَالَ: "یُکَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ وَالْبَاقِیَةَ." [1]

"آنحضرت ﷺ سے یوم عرفہ [نو ذوالحجہ] کے روزے کے متعلق سوال کیا گیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"گزشتہ اور آئندہ سال کے گناہ دور کر دیتا ہے۔"

رسول کریم ﷺ خود بھی اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ امام ابوداؤد اور امام نسائی نے نبی کریم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے کہا:

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَصُوْمُ تِسْعَ ذِي الْحِجَّةِ، وَیَوْمَ عَاشُوْرَاءَ، وَثَلَاثَةَ أَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَھْرٍ." [2]

"رسول اللہ ﷺ نو ذوالحجہ، یوم عاشوراء (دس محرم) اور ہر ماہ میں سے تین دن روزہ رکھتے تھے۔"

نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں اس دن کا روزہ نہیں رکھا۔ امام بخاری نے حضرت ام فضل بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"أَنَّ نَاسًا اِخْتَلَفُوْا عِنْدَھَا یَوْمَ عَرَفَةَ فِي صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ، فَقَالَ بَعْضُھُمْ: "ھُوَ صَائِمٌ"، وَقَالَ بَعْضُھُمْ: "لَیْسَ بِصَائِمٍ."

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة أیام من کل شھر، وصوم یوم عرفة......، جزء من رقم الحدیث ۱۹۷۔ (۱۱۶۲)، ۲/ ۸۱۹.

[2] سنن أبي داود، کتاب الصیام، باب في صوم العشر، جزء من رقم الحدیث ۲۴۳۴، ۷/ ۷۳؛ وسنن النسائي، کتاب الصیام، کیف یصوم ثلاثة أیام من کل شھر؟ ۴/ ۲۲۰۔۲۲۱. الفاظ حدیث سنن ابی داؤد کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابی داؤد ۲/ ۴۶۲، وصحیح سنن النسائي ۲/ ۵۰۸).

فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ بِقَدَحِ لَبَنٍ، وَهُوَ وَاقِفٌ عَلَى بَعِيْرِهِ، فَشَرِبَهُ." ❶

''یقیناً کچھ لوگوں نے ان کے سامنے عرفہ کے دن نبی کریم ﷺ کے بارے میں اختلاف کیا: کچھ نے کہا، کہ: 'وہ روزے سے ہیں'' اور کچھ نے کہا، کہ: ''ان کا روزہ نہیں ہے۔''

پس میں نے آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا ایک پیالہ بھیجا اور تب آپ اپنے اونٹ پر تھے، تو آپ نے اس کو پی لیا۔''

حضرات خلفائے ثلاثہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی حج کے موقع پر اس دن کا روزہ نہ رکھا۔ امام ترمذی اور امام عبدالرزاق نے ابی نجیح سے روایت کی ہے، کہ عرفہ کے روزے کے متعلق حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا:

"حَجَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَمَعَ أَبِي بَكْرٍ رضی اللہ عنہ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَمَعَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَمَعَ عُثْمَانَ رضی اللہ عنہ فَلَمْ يَصُمْهُ، وَأَنَا لَا أَصُومُهُ، وَلَا آمُرُ بِهِ، وَلَا أَنْهَى عَنْهُ." ❷

''میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کیا، آپ نے [اس دن کا] روزہ نہ رکھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی (میں نے حج کیا)، انہوں نے یہ روزہ نہ رکھا، عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی (حج کیا)، انہوں نے بھی یہ روزہ نہ رکھا،

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الحج، باب الوقوف على الدابة بعرفة، رقم الحديث ١٦٦١، ٥١٣/٣.

❷ جامع الترمذي، أبواب الصوم، باب ما جاء في كراهية صوم يوم عرفة بعرفة، ٥٦/٢ (ط: دار الكتاب العربي بيروت)؛ والمصنف، كتاب الصيام، باب صيام يوم عرفة، رقم الحديث ٧٨٢٩، ٢٨٥/٤. الفاظ حدیث جامع الترمذی کے ہیں، اور شیخ البانی نے اسے [صحيح الإسناد] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ٢٢٨/١).

عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی (حج کیا)، انہوں نے بھی یہ روزہ نہ رکھا، اور میں بھی [حج کے موقع پر] یہ روزہ نہیں رکھتا، اور [حج میں] اس کے رکھنے کا حکم نہیں دیتا اور روکتا بھی نہیں۔''

تنبیہ: ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ: ''نبی کریم ﷺ نے عرفات کے مقام پر یوم عرفہ [ذوالحجہ] کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا،'' لیکن یہ حدیث ضعیف ہونے کی بنا پر قابلِ احتجاج نہیں۔ [1]

۳: دس ذوالحجہ کو قربانی کرنا:

عشرہ ذوالحجہ کے آخری دن کا نام [یوم النحر] قربانی کا دن ہے۔

اور اس دن قربانی کرنا بہت بڑے اجر وثواب والا عمل ہے۔ [2]

تنبیہ: قربانی کرنے والے ہلال ذوالحجہ کے بعد سے قربانی کرنے تک اپنے بالوں اور ناخنوں کو نہ چھیڑیں۔ [3]

(ج)

عشرہ ذوالحجہ میں اعمال حج

ان دس دنوں میں کچھ اعمال صرف حجاج کے کرنے کے ہیں، توفیقِ الٰہی سے ذیل میں ان اعمال کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جا رہا ہے:

۱: آٹھ ذوالحجہ کو منیٰ روانہ ہونا:

حج کے اعمال پانچ یا چھ دنوں میں ادا کیے جاتے ہیں۔ ان اعمال کی ابتدا آٹھ

---

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الضعيفة، رقم الحديث ٤٠٤، ١/ ٣٩٧.

[2] قربانی کی اہمیت کے بارے میں تفصیلی گفتگو کتاب ہذا کے صفحات ۲۳۔۲۹ میں ملاحظہ کیجیے۔

[3] اس بارے میں تفصیل کتاب ہذا کے صفحات ۲۹۔۳۲ میں گزر چکی ہے۔

ذوالحجہ سے ہوتی ہے۔ اس دن کو [یوم الترویۃ] اونٹوں کو پانی پلانے کا دن کہتے ہیں، کہ اس دن سفرِ حج کی تیاری کے لیے اونٹوں کو پانی پلایا جاتا تھا۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے حجۃ الوداع کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا:

"فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ تَوَجَّهُوْا إِلَى مِنًى." ❶

''جب یوم الترویۃ (۸ ذوالحجہ) آیا، تو وہ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے۔''

۲: نو ذوالحجہ کو وقوفِ عرفات کرنا:

نو ذوالحجہ کو میدانِ عرفات میں نمازِ ظہر سے غروبِ آفتاب تک ٹھہرنا حج کا رکن اعظم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "اَلْحَجُّ عَرَفَةُ." ❷

''حج تو [وقوف] عرفات ہے۔''

اس موقع کی ہوئی دعاؤں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"خَيْرُ الدُّعَاءِ دُعَاءُ يَوْمِ عَرَفَةَ." ❸

''بہترین دعا یوم عرفہ کی دعا ہے۔''

---

❶ صحیح مسلم، كتاب الحج، باب حجة النبي ﷺ، جزء من الرواية ١٤٧ـ (١٢١٨)، ٢/ ٨٨٩.

❷ حضرات ائمہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود ١/ ٣٦٧؛ وصحيح سنن الترمذي ١/ ٢٦٥، وصحيح سنن النسائي ٢/ ٦٣٣، وصحيح سنن ابن ماجه ٢/ ١٧٣)؛ البتہ سنن ابی داؤد کے الفاظ [اَلْحَجُّ اَلْحَجُ يَوْمُ عَرَفَةَ] ہیں۔

❸ جامع الترمذي، أحاديث شتى من أبواب الدعوات، باب، جزء من رقم الحديث ٣٨١٩ عن عبد الله ن عمرو رضي الله عنهما، ١٠/ ٣٣. شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي ٣/ ١٨٤).

۳: دس ذوالحجہ کے اعمال حج:

حضرات حجاج نو ذوالحجہ کا دن عرفات میں گزار کر، اور اس کے بعد رات مزدلفہ میں بسر کر کے دس ذوالحجہ کو منیٰ میں پہنچتے ہیں اور چار کام کرتے ہیں:

- جمرۂ عقبہ کو سات کنکریاں مارتے ہیں۔
- حجِ تمتع اور حجِ قران والے قربانی کرتے ہیں۔
- حجامت کرواتے ہیں۔
- طوافِ زیارت کرتے ہیں۔ حجِ تمتع والے صفا اور مروہ کی سعی بھی کرتے ہیں۔ حجِ قران کرنے والے جن لوگوں نے طوافِ قدوم کے ساتھ سعی نہ کی ہو، وہ سعی بھی کرتے ہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا دنوں کے اعمالِ حج کے لیے مزید معلومات جاننے کے لیے حج و عمرے کے متعلق تالیف کردہ کتابوں کا مطالعہ کیا جائے۔
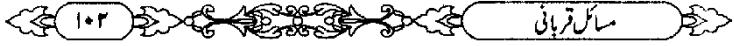
حرفِ آخر

رب علیم وحکیم کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں، کہ انہوں نے بندۂ ناتواں کو قربانی کی اہمیت اور مسائل کے متعلق اس کتاب کے ترتیب دینے کی توفیق سے نوازا۔ فَلَهُ الْحَمْدُ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ، وَعَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ، وَعَدَدَ مَا خَلَقَ بَيْنَ ذٰلِكَ، وَعَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ اور اب انہی ہی سے اس حقیر اور معمولی کوشش کی قبولیت کی عاجزانہ التجا ہے۔ إنه سميع مجيب

خلاصۂ کتاب:

اس میں بیان کردہ باتوں کا خلاصہ یہ ہے:

قربانی خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی اور مسلمانوں کی سنت بھی قرار دیا ہے۔ ہر ذی استطاعت مسلمان گھرانہ قربانی کرے۔

قربانی کرنے والا شخص ہلال ذوالحجہ کے بعد اپنے ناخنوں اور بالوں کو نہ چھیڑے۔ حج کرنے والے اور مسافر لوگ بھی قربانی کریں۔ زندہ لوگ میت کو اپنی قربانی میں شریک کر سکتے ہیں اور ایسی قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتے ہیں، دوسروں کو بھی کھلائیں، میت کی طرف سے مستقل قربانی کرنے کے بارے میں علمائے امت کی دو رائیں ہیں۔ دو دانت والے جانور کی قربانی دینا افضل ہے، البتہ دو دانت سے کم عمر والے بھیڑ کے بچے کی قربانی کرنا بھی جائز ہے، دو دانت سے کم عمر کے جانور کی قربانی

کی اجازت صرف دنبے، مینڈھے اور بھیڑ کے بچوں کے ساتھ مخصوص ہے، بھیڑ کے دو دانت سے کم عمر والے بچے......جس کی قربانی کی اجازت ہے......کی عمر جمہور علماء کے نزدیک ایک سال ہونی چاہیے، خصی اور غیر خصی دونوں قسم کے جانوروں کی قربانی کرنا سنت سے ثابت ہے، قربانی کا وقت چار دن ہے، جو کہ نماز عید کے بعد سے شروع ہوکر تیرہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب تک ہے۔ ان دنوں میں رات کو قربانی کرنا بھی درست ہے، البتہ مسکینوں کو محروم کرنے کی غرض سے رات کو قربانی کرنا ناپسندیدہ ہے۔ نماز عید سے پہلے ذبح کیا گیا جانور قربانی شمار نہ ہوگا۔ قربانی کرنے والے کا اپنا جانور خود ذبح کرنا، ذبح میں کسی دوسرے شخص سے تعاون حاصل کرنا، یا کسی دوسرے شخص سے اپنا جانور ذبح کروانا، یہ سب صورتیں سنت سے ثابت ہیں، عورتیں بھی اپنی قربانی خود ذبح کر سکتی ہیں۔ سب اہل خانہ کی طرف سے ایک بکری بطور قربانی ذبح کرنا کافی ہے، البتہ حصولِ ثواب کی غرض سے ایک سے زیادہ جانوروں کی قربانی دینا بھی ثابت ہے۔ گائے کی قربانی میں سات افراد شریک ہوسکتے ہیں، اونٹ کی قربانی میں شرکت کے سلسلے میں ایک رائے کے مطابق عام حالات میں حج اور عید الاضحیٰ کے موقعوں پر سات سات افراد شریک ہوں، البتہ اونٹ کی قیمت دس بکریوں کی قیمت کے برابر ہونے کی صورت میں اس میں دس افراد شریک ہو سکتے ہیں، دوسری رائے کے مطابق حج کے موقع پر ذبح شدہ اونٹ میں سات، اور قربانی کی خاطر ذبح کردہ اونٹ میں دس افراد شریک ہوسکتے ہیں۔ قربانی کو احسن طریقے سے ذبح کرنا چاہیے، [بسم اللّٰہ واللہ أکبر] پڑھ کر ذبح کیا جائے اور جس کی طرف سے ذبح کیا جائے اس کا نام لیا جائے۔ اونٹ کو کھڑا کر کے بایاں پاؤں باندھ کر ذبح کیا جائے۔ ذبح شدہ جانور کے پیٹ سے نکلنے والے مردہ بچے کا کھانا جائز ہے، کیونکہ اس کی ماں کا ذبح کرنا اس کے ذبح کرنے سے کفایت کرتا ہے، البتہ زندہ نکلنے والے بچے کا ذبح

کرنا لازمی ہے۔قربانی کے جانور کا گوشت کھانا، کھلانا، مسکینوں کو دینا، ذخیرہ کرنا سب صورتیں جائز ہیں، اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھانا بعض علماء کے نزدیک واجب ہے، البتہ جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے، قربانی کے گوشت کی تقسیم کے متعلق بعض علماء نے تین برابر حصوں میں اور بعض نے دو برابر حصوں میں تقسیم کا ذکر کیا ہے اور بعض علماء کی رائے میں تقسیم میں ایسی کوئی پابندی نہیں اور یہی بات راجح ہے، قصاب کو قربانی کے جانور کی کوئی چیز بطور اجرت دینا جائز نہیں، ایسے جانوروں کی قربانی کرنا درست نہیں، جو واضح طور پر یک چشم، بیمار، لنگڑے یا اس قدر بوڑھے ہو چکے ہوں، کہ ان کی ہڈیوں میں گودا باقی نہ رہا ہو یا جن کے کان آگے یا پیچھے سے کٹ کر لٹک گئے ہوں یا جن کے کان لمبائی یا عرض میں کٹے ہوں۔

ماہ ذوالحجہ کے ابتدائی دس دن بڑی شان وعظمت والے ہیں، ان دس دنوں کے اعمال میں سے کثرت سے تہلیل، تکبیر، تحمید کہنا، حاجی حضرات کے علاوہ دیگر لوگوں کا نو تاریخ کا روزہ رکھنا، اور دس ذوالحجہ کو قربانی کرنا ہے۔

حج کرنے والے حضرات آٹھ ذوالحجہ کو منٰی روانہ ہوتے ہیں اور نو ذوالحجہ کو عرفات میں نمازِ ظہر سے غروبِ آفتاب تک ٹھہرتے ہیں اور دس تاریخ کو جمرۂ عقبہ کو کنکریاں مارتے، حجامت بنواتے اور طواف زیارت کرتے ہیں، البتہ حج تمتع اور حج قران کرنے والے کنکریاں مارنے کے بعد حج کی قربانی بھی کرتے ہیں۔

اپیل:

مسلمانانِ عالم سے اپیل ہے، کہ عید الاضحیٰ کے مبارک موقع پر قربانی کا اہتمام کریں اور ذوالحجہ کے پہلے دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کریں۔

قربانی اور عشرہ ذوالحجہ کے بارے میں کتاب وسنت میں بیان کردہ مسائل کو سیکھیں، اور دوسروں کو سکھلائیں، خود انہیں سمجھیں، اور دوسروں کو سمجھانے کی کوشش

کریں، خود ان پر عمل کریں اور دوسرے لوگوں کو دعوت عمل دیں۔ کتاب وسنت میں بیان کردہ مسائل کے سیکھنے، سکھلانے، سمجھنے، سمجھانے، ان پر عمل کرنے اور دوسروں کو عمل کی دعوت دینے ہی میں ہم سب کی دنیا و آخرت میں سعادت مندی، خوش نصیبی اور کامیابی و کامرانی ہے۔ اللہ رب العالمین ہم سب کو کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انه سميع مجيب .

وصلّى اللّٰه تعالى عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَتْبَاعِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

المراجع و المصادر

١ـ "الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للأمير علاء الدين الفارسي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط.

٢ـ "إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى، ١٣٩٩هـ.

٣ـ "بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني" للشيخ أحمد البنا، ط: دار الشهاب القاهرة، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤ـ "بلوغ المرام من أدلة الأحكام" للحافظ ابن حجر العسقلاني، مؤسسة الكتب الثقافية بيروت، الطبعة الأولى، بتحقيق الشيخ محمد حامد الفقي.

٥ـ "تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذي" للشيخ محمد عبد الرحمن المباركفوري، ط: دارالكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٦ـ "تفسير البغوي" المسمىٰ: بـ"معالم التنزيل" للإمام البغوي، ط: دارالمعرفة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ.

٧ـ "تفسير القرطبي" المسمىٰ: بـ"الجامع لأحكام القرآن" للإمام القرطبي، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٨ـ "تفسير ابن كثير" المسمىٰ: بـ "تفسير القرآن العظيم" للحافظ ابن كثير، ط: دارالفيحاء دمشق، ودارالسلام الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ، بتقديم

الشيخ عبد القادر الأرناؤوط .

٩ـ "التلخيص" (المطبوع بذيل المستدرك على الصحيحين) للحافظ الذهبي ، ط: دارالمعرفة بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

١٠ـ "التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير" للحافظ ابن حجر ، ط: دار نشر الكتب الإسلامية لاهور ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

١١ـ "جامع الترمذي" (المطبوع مع شرحه تحفة الأحوذي) للإمام الترمذي ، ط: دار الكتاب العربي بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

١٢ـ "حاشية السندي على سنن النسائي" للشيخ أبي الحسن السندي ، ط: دارالفكر بيروت ، الطبعة الأولى ١٣٤٨هـ .

١٣ـ "زاد المسير في علم التفسير" للحافظ ابن الجوزي ، ط: المكتب الإسلامي بيروت ، الطبعة الأولى ١٩٨٤م .

١٤ـ "سلسلة الأحاديث الضعيفة" للشيخ الألباني ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الخامسة ١٤٠٥هـ .

١٥ـ "سنن الدار قطني" للإمام الدار قطني ، الناشر: حديث اكادمي فيصل آباد باكستان ، بدون سنة الطبع .

١٦ـ "سنن الدارمي" للإمام الدارمي ، ط: حديث اكادمي فيصل آباد باكستان ، بدون الطبعة ، سنة الطبع ١٤٠٤هـ .

١٧ـ "سنن أبي داود" (المطبوع مع عون المعبود) للإمام سليمان بن الأشعث السجستاني ، ط: دارالكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ .

١٨ـ "السنن الكبرى" للإمام البيهقي ، ط: دارالمعرفة بيروت ، تصوير عن الطبعة الأولى ١٣٥٤هـ .

١٩ـ "سنن ابن ماجه" للإمام أبي عبد الله القزويني ، ط: شركة الطباعة العربية السعودية ، الطبعة الثانية ، ١٤٠٤هـ ، بتحقيق د . محمد مصطفى الأعظمي .

٢٠ـ "سنن النسائي" (المطبوع مع شرح السيوطي وحاشية السندي) للإمام أبي

عبد الرحمن النسائي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الأولى ١٣٤٨هـ.

٢١- "شرح السنة" للإمام البغوي، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى ١٣٩٠هـ، بتحقيق الشيخين شعيب الأرناؤوط و محمد زهير الشاويش.

٢٢- "شرح الطيبي على مشكاة المصابيح" للإمام شرف الدين الطيبي، ط: مكتبة دار مصطفى الباز مكه المكرمة، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ، بتحقيق د- عبد الحميد هنداوي.

٢٣- "شرح النووي على صحيح مسلم" للإمام النووي، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع ١٤٠١هـ.

٢٤- "صحيح البخاري" (المطبوع مع فتح الباري) للإمام البخاري، نشر و توزيع، رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٢٥- "صحيح سنن الترمذي" إختيار الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ، بإشراف الشيخ محمد زهير الشاويش.

٢٦- "صحيح سنن أبي داود" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠١هـ، بإشراف الشيخ الشاويش.

٢٧- "صحيح سنن ابن ماجه" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ، بإشراف الشيخ الشاويش.

٢٨- "صحيح سنن النسائي" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى ١٤٠٩هـ، بإشراف الشيخ الشاويش.

٢٩۔ "صحيح مسلم" للإمام مسلم بن حجاج القشيري، نشر و توزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة، سنة الطبع ١٤٠٠هـ، بتحقيق الشيخ محمد فؤاد عبد الباقي.

٣٠۔ "ضعيف سنن الترمذي" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤١١هـ، بإشراف الشيخ الشاويش.

٣١۔ "ضعيف سنن أبي داود" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولى ١٤١٢هـ، بإشراف الشيخ الشاويش.

٣٢۔ "عمدة القاري" للعلّامة بدر الدين العيني، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣٣۔ "عون المعبود شرح سنن أبي داود" لعلّامة أبي الطيب العظيم آبادي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ.

٣٤۔ "فتاوى اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء" جمع و ترتيب الشيخ أحمد الدويش، نشر و توزيع: المكتب التعاوني بسلطانة الرياض، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ.

٣٥۔ "فتح الباري" للحافظ ابن حجر، نشر و توزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣٦۔ الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل، للشيخ أحمد عبد الرحمن البنا، ط: دار الشهاب القاهرة، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٣٧۔ "لطائف المعارف فيما لمواسم العام من وظائف" للحافظ ابن رجب الحنبلي، ط: دار ابن كثير، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ، بتحقيق ا. ياسين محمد السوّاس.

٣٨۔ "مجمع الزوائد ومنبع الفوائد" للحافظ نور الدين الهيثمي، ط: دار الكتاب

العربي بيروت، الطبعة الثالثة ١٤٠٢هـ.

٣٩- "المجموع شرح المهذب للشيرازي" للإمام النووي، التوزيع: المكتبة العالمية بالفجالة، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الشيخ محمد نجيب المطيعي.

٤٠- "مجموع فتاوى شيخ الإسلام ابن تيمية" جمع و ترتيب الشيخ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم وابنه الشيخ محمد، ط: مكتبة المعارف الرباط المغرب، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤١- "المحلّي للإمام ابن حزم" الناشر: مكتبة الجمهورية العربية بالقاهرة، بدون الطبعة.

٤٢- "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" للعلّامة الملا علي القاري، ط: المكتبة التجارية مكة المكرمة، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذ صديقى محمد جميل عطار.

٤٣- "المستدرك على الصحيحين" للإمام الحاكم، ط: دارالكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٤٤- "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، ط: المكتب الإسلامي، بدون الطبعة وسنة الطبع، [أو: ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ]. [أو: ط: دارالمعارف بمصر، الطبعة الثالثه ١٣٦٨هـ].

٤٥- "المصنف" للإمام عبد الرزاق الصنعاني، ط: المجلس العلمي جنوب افريقيا، الطبعة الأولى ١٣٩٢هـ، بتحقيق الشيخ حبيب الرحمن الأعظمي.

٤٦- "معالم السنن" للإمام الخطابي، ط: المكتبة العلمية بيروت، الطبعة الثانية ١٤٠١هـ.

٤٧- "المغني" للإمام ابن قدامة، ط: هجر للطباعة والنشر القاهرة، الطبعة الأولى ١٤٠٦هـ، بتحقيق د. عبد الله بن عبد المحسن التركي ود. عبد الفتاح محمد الحلو.

٤٨- "الموطا" للإمام مالك بن أنس، ط: عيسى البابي الحلبي وشركاه، سنة

الطبع ۱۳۷۰هـ، بتصحيح وتخريج الشيخ محمد فؤاد عبد الباقي.

٤٩ـ "نزهة النظر شرح نخبة الفكر" للحافظ ابن حجر، ط: قرآن محل كراتشى باكستان، بدون الطبعة وسنة الطبع.

٥٠ـ "النهاية في غريب الحديث والأثر" للإمام ابن الأثير، الناشر: المكتبة الإسلامية بيروت، بدون الطبعة وسنة الطبع، بتحقيق الأستاذين طاهر أحمد الزاوي ود. محمود محمد الطناجي.

٥١ـ "نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار" للعلّامة الشوكاني، نشر وتوزيع: رئاسة إدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية للسعودية، الطبعة الأولى ١٤٠٢هـ.

٥٢ـ "هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان" للشيخ الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤٠٨هـ.

٥٣ـ "هامش المستدرك على الصحيحين" ط: دارالكتاب العربي بيروت، بدون سنة الطبع.

٥٤ـ "هامش المسند" للشيخ أحمد محمد شاكر، ط: دارالمعارف مصر، الطبعة الثالثة ١٣٦٨هـ.

٥٥ـ "هامش المسند" للشيخ شعيب الأرناؤوط وزملائه، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ.

٥٦ـ "هامش مشكاة المصابيح" للشيخ محمد ناصر الدين الألباني ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الثانية ١٣٩٩هـ.

مؤلف کی کتب

عربی کتب:

۱۔ التقویٰ؛ أهميتها وثمراتها وأسبابها

۲۔ الأذكار النافعة

۳۔ فضل آية الكرسيي و تفسيرها

٤۔ ابراهيم عليه الصلاة والسلام أباً

٥۔ حب النبی ﷺ وعلامته

٦۔ وسائل حب النبی ﷺ

۷۔ مختصر حب النبی ﷺ و علاماته

۸۔ النبی الكريم ﷺ معلماً

۹۔ أهمية صلاة الجماعة (فی ضوء النصوص وسير الصالحين)

۱۰۔ من تصلی عليهم الملائكة ومن تلعنهم

۱۱۔ فضل الدعوة الی الله تعالیٰ

۱۲۔ ركائز الدعوة الی الله تعالیٰ

۱۳۔ الحرص علی هداية الناس (فی ضوء النصوص وسير الصالحين)

۱٤۔ السلوك وأثره فی الدعوة ألی اللّٰه تعالیٰ

۱٥۔ من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين (فی ضوء الكتاب والسنة)

۱٦۔ من صفات الداعية: اللين و الرفق

۱۷۔ الحسبة: تعريفها ومشروعيتها و وجوبها

۱۸۔ الحسبة فی العصر النبوی وعصر الخلفاء الراشدين رضی اللہ عنہم

۱۹۔ شبهات حول الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر

۲۰۔ مسؤولية النساء فی الأمر بالمعروف والنهی عن المنکر(فی ضوء النصوص و سیر الصالحین)

۲۱۔ حکم الإنكار فی مسائل الخلاف

۲۲۔ الاحتساب علی الوالدین: مشروعیته، و درجاته، و آدابه

۲۳۔ الاحتساب علی الأطفال

۲۴۔ قصة بعث أبی بکر جیش أسامة رضی الله عنهما (دراسة دعوية)

۲۵۔ مفاتیح الرزق(فی ضوء الکتاب والسنة)

۲۶۔ التدابیر الواقیة من الزنا فی الفقه الإسلامی

۲۷۔ التدابیر الواقیة من الربا فی الإسلام

۲۸۔ شناعة الکذب وأنواعه

۲۹۔ لاتیئسوا من روح الله

۳۰۔ عظیم منزلة البنت ومکانتها (تحت الطبع)

اردو کتب:

۱۔ تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا قصہ

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اسباب

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت والد

۶۔ بیٹی کی شان وعظمت

۷۔ فرشتوں کا دُرود پانے والے اور لعنت پانے والے

۸۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد

9۔ فضائل دعوت

10۔ دعوتِ دین کس چیز کی طرف دی جائے؟

11۔ دعوتِ دین کیسے دیں؟

12۔ دعوتِ دین کون دے؟

13۔ دعوتِ دین کہاں دیں؟

14۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داریاں

15۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت

16۔ والدین کا احتساب

17۔ بچوں کا احتساب

18۔ مسائل عیدین

19۔ لشکرِ اُسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

20۔ اذکار نافعہ

21۔ رزق کی کنجیاں

22۔ جھوٹ کی سنگینی اور اقسام

23۔ قرض کے فضائل ومسائل

24۔ حج وعمرہ کی آسانیاں

25۔ مختصر حج وعمرہ کی آسانیاں

26۔ زنا سے بچاؤ کی تدبیریں (زیرِ طبع)

27۔ باجماعت نماز کی اہمیت (زیرِ طبع)

دیگر زبانوں میں:

بنگالی:

۱۔ اذکار نافعہ

۲۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں

۳۔ باجماعت نماز کی اہمیت

۴۔ مختصر حج وعمرہ کی آسانیاں

۵۔ فرشتوں کا درود پانے والے

۶۔ بیٹی کی شان وعظمت

۷۔ رزق کی کنجیاں

انڈونیشی:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں (مختصر)

۲۔ رزق کی کنجیاں

فرانسیسی:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں (مختصر)

انگریزی:

۱۔ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اس کی علامتیں (زیر طبع)

۲۔ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی (زیر طبع)

مؤلف کے قلم سے ایک اور کتاب:

حج وعمرہ کی آسانیاں

اس کتاب میں توفیق الٰہی سے:

- حج وعمرہ کی 104 آسانیوں کا تفصیلی بیان
- کتاب کی اساس کتاب وسنت
- تفاسیر اور شروح حدیث سے استفادہ
- متقدمین ومتاخرین علمائے امت کے افادات سے راہنمائی
- اختلافی مسائل میں ترجیح کا معیار کتاب وسنت سے دلائل

نوٹ: [حج وعمرہ کی آسانیاں (مختصر)] اسی کتاب کا خلاصہ ہے۔